﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۸/اکتوبر ۲۰۰۴ء | ۲۳/شعبان ۱۴۲۵ہجری قمری ۸/اخاء ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۴۱

دل جوڑنے والا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری حضرت عائشہ کے گھر میں تھی۔ حضرت صفیہؓ نے کھانا بھجوایا تو حضرت عائشہ نے غصہ میں کھانا گرادیا اور برتن ٹوٹ گیا۔ رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھوں سے اس برتن کو جوڑا اور کھانا اکٹھا کیا اور فرمایا کھاؤ۔ پھر حضرت عائشہ سے اسی قسم کا برتن لے کر حضرت صفیہ کو بھجوادیا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے

چاہئے کہ دعا کے واسطے رُوح پانی کی طرح بہہ جاوے

’’نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں لیکن ان کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور انکے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضورِ دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آجکل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے۔ نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعا مانگنی چاہئیں۔

نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح، سجدہ میں بعد سجدہ، التحیات کے بعد، کھڑے ہو کر رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہئے کہ دعا کے واسطے رُوح پانی کی طرح بہہ جاوے۔ ایسی دعا دل کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔ یہ دعا میسّر آوے تو پھر خواہ انسان چار پہر تک دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگنی چاہئیں۔

دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد۔پنجم صفحہ ۵۴، ۵۵۔جدید ایڈیشن)

غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے

’’دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے؟ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا کیا فائدہ؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا۔ یہانتک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا۔ فلاں گناہ کیا۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن میں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت ہی ثواب ملے گا۔ یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا میں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سُن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اُسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا۔ تو کیا خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد۔پنجم صفحہ ۱۱۔ جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

افراط وتفریط سے بچنا

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں

’’پس ایک وسطی راہ اختیار کرنا جس میں افراط وتفریط نہ ہو۔ ابراہیمی ملت ہے۔ مومن کو یہی راہ اختیار کرنی چاہئے اور میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ ابراہیمؑ کی چال اختیار کرنے سے نہ تو غریب الوطنی ستاتی ہے، نہ کوئی اور حاجت۔ نہ انسان دنیا میں ذلیل ہوتا ہے نہ آخرت میں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدِ اصْطَفَیْنَاہُ فِیْ الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصَّالِحِیْنَ﴾۔ (البقرۃ: ۱۳۱) وہ دنیا میں بھی برگزیدہ لوگوں سے تھا اور آخرت میں بھی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا میں خواہ کیسی ذلت ہو، آخرت میں عزت ہو۔ اور بعض آخرت میں کسی عزت کے طالب نہیں یا تھوڑی چیز پر اپنا خوش ہو جانا بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ کوئی بزرگ لکھتے ہیں کہ ہمیں تو بہشت میں پھونس کا مکان کافی ہے اور دنیا کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں کفار کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے کچے مکانوں میں رہنا اسلامیوں کی ہتک ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ جب اس دنیا میں وہ اپنی ہتک پسند نہیں کرتا تو اُس عالم میں اپنا ذلیل حالت میں رہنا اسے کس طرح پسند ہے؟ یہ خیال ابراہیمی چال کے خلاف ہے۔

ابراہیمؑ نے جن باتوں سے یہ انعام پایا کہ دنیا وآخرت میں برگزیدہ اور اعلیٰ درجہ کا معزز انسان ہوا، وہ بہت لمبی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی لفظ میں سب کو بیان فرما دیا کہ اِذْقَالَ لَہٗ رَبُّہٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ العَالَمِیْنَ (البقرۃ: ۱۳۲) پھر انسان کو اپنی بہتری کے ساتھ اپنی اولاد کا بھی فکر ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں کئی قسم کے لوگ گزرے ہیں۔ بعض کو اپنی اولاد کا اتنا فکر ہوتا ہے کہ دن رات اس کے فکر میں مرتے ہیں اور بعض ایسے کہ اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

............خیر ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کی بہتری چاہی تو اس کے لئے ایک وصیت کی ﴿یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرہ:133)

(خطبات نور۔صفحہ ۳۹۲)

اداریہ

جِہَادِ اَکْبَر

جہاد کا لفظ قرآن مجید اور احادیث میں بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے لفظی معنی تو کوشش کے ہیں مگر اصطلاحی طور پر یہ لفظ اسلامی دفاعی جنگوں، تبلیغ و اشاعت اسلام اور اصلاح و تزکیۂ نفس کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ آخر الذکر جہاد کو حضور ﷺ نے جہاد اکبر قرار دیا ہے کیونکہ اس جہاد کے لئے کوئی شرط اور قید نہیں ہے بلکہ یہ ہر مسلمان پر ہر وقت فرض ہے اور نتائج کے لحاظ سے زیادہ مفید بھی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اس جہاد کے بغیر دوسری قسموں کے جہاد ہو ہی نہیں سکتے۔ جبتک انسان خود اپنی اصلاح کر کے اس قابل نہ ہو جائے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کر سکے اس وقت تک نہ تو وہ تبلیغ و اشاعت کا کام کر سکتا ہے اور نہ ہی صحیح معنوں میں دفاع اسلام کی کوششوں میں کماحقہٗ شامل ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید اس بنیادی ذمہ داری کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ۔ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ﴾ (المائدہ :106) اے مومنو! اپنے نفوس کی اصلاح و بہتری کا خیال رکھو۔ اگر تم صحیح طریق پر گامزن ہو تو کسی کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک مومن کی یہ سب سے پہلی بنیادی ذمہ داری اس قسم کی ہے کہ وہ مدت العمر اسی کی ادائیگی میں لگا رہے تو اسے اس بات کی فرصت کم ہی ہو سکے گی کہ وہ دوسروں کی کمزوریوں، برائیوں، غفلتوں اور گناہوں کی طرف توجہ دے سکے۔ اور اگر وہ تجسس اور نکتہ چینی سے لوگوں کے عیوب دریافت کرنے، بیان کرنے یا بزعم خویش ان کی اصلاح کرنے میں لگا ہوا ہے تو وہ اپنی بنیادی ذمہ داری یعنی اپنی اصلاح کی کوشش سے غفلت کی غلطی کا ہی ارتکاب نہیں کر رہا بلکہ یہ اندیشہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ چغل خوری، عیب جوئی اور ایسے ہی دوسرے گناہوں کا ارتکاب بھی کر رہا ہو۔ اس نکتہ نظر سے دیکھا جاوے تو جہاد کی وسعت کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا یہ قول ہے کہ ؎ جو دم غافل سو دم کافر۔

اس جہاد کی ذمہ داری سے دم بھر کے لئے غافل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ دست با کار و دل با یار۔

دل ہر وقت خشیت و خوف خداوندی سے لبریز ہو تو باقی کام بھی بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔ غفلت اور سستی کی نحوست دور ہوگی اور نیکیوں کے لئے مستعدی و بشاشت پیدا ہوگی۔

ہر صاحب اولاد، صاحب دل انسان اپنی اولاد کی بہتر تربیت کی خواہش رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے بچے ہر لحاظ سے اس سے بھی بہتر زندگی بسر کریں مگر یہ جذبہ اور خواہش بھی مجاہدہ کا تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ اگر اپنی اصلاح سے غافل ہو کر کوئی شخص اپنے بچوں کے سامنے کوئی سستی اور غفلت کرتا ہے، کوئی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اپنے اس غلط عمل سے اپنے بچوں کے ذہن پر ایک غلط نقش چھوڑتا ہے جو صحیح تربیت کے رستہ میں ایک روک بن جائے گا۔ بعض دفعہ انسان اپنی کوتاہ فہمی سے یہ خیال کرتا ہے کہ میری غلطیوں اور چالاکیوں کا میرے بچوں کو تو علم نہیں ہے اور یہ بھی کہ بچے تو چھوٹے اور نادان ہیں...... مگر یہ بہت بڑی نادانی ہے۔ بچے بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ بات کو خوب یاد رکھتے ہیں اور اس سے اثر قبول کرتے ہیں لہذا اپنی بہتری اور اصلاح کے لئے ہی نہیں اپنے بچوں اور اولاد یا اپنی قوم کے مستقبل کی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے کہ انسان ہمیشہ اس جہاد پر کمربستہ رہے۔ بظاہر یہ کام بہت مشکل لگتا ہے مگر خدائے رحیم و کریم کی مدد سے یہ مشکل بھی آسان ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اہم کام میں بدل و جان مصروف ہونے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:۷۰) یعنی وہ لوگ جو میری رضا و خوشنودی کی خاطر جہاد کرتے ہیں ہم ان کی کامیابی اور حصول مقصد کے لئے کئی رستے کھول دیتے اور آسانیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب حصول مقصد میں کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے تو انسان کی جرأت اور حوصلہ میں اور اضافہ ہو جاتا ہے اور قدم بہ قدم منزل کا حصول اللہ تعالیٰ کی مدد اور وعدہ کے مطابق ممکن و آسان ہو جاتا ہے۔

جہاد اکبر کرتے ہوئے مومن کا شیطان سے مقابلہ ہوتا ہے۔ شیطانی وساوس اتنے متنوع اور اتنے زیادہ اور اتنے مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ان سے بچنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ اس غرض سے بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے لئے دعاؤں میں لگا رہے اور اس طرح وہ اس خوش نصیب گروہ میں شامل ہو جاوے جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ﴾۔ میرے بندے بن جانے والوں پر شیطان غالب نہیں آ سکتا۔ ؎

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

(عبدالباسط شاہدؔ)

کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ یار کیا جو یار کو دل سے اتار دے
وہ دل ہی کیا جو خوف سے میدان ہار دے
اک پاک صاف دل مجھے پروردگار دے
اور اس میں عکس حُسنِ ازل کا اتار دے
وہ سیم تن جو خواب میں ہی مجھ کو پیار دے
دل کیا ہے بندہ جان کی بازی بھی ہار دے
افسردگی سے دل مرا مُرجھا رہا ہے آج
اے چشمۂ فیوض نئی اِک بہار دے
دنیا کا غم اِدھر ہے اُدھر آخرت کا خوف
یہ بوجھ میرے دل سے الٰہی اتار دے
مَسند کی آرزو نہیں بس جوتیوں کے پاس
درگہ میں اپنی مجھ کو بھی اک بار بَار دے
گزری ہے عمر ساری گناہوں میں اے خدا
کیا پیشکش حضور میں یہ شرمسار دے
وحشت سے پھٹ رہا ہے مرا سر مرے خدا
اس بے قرار دل کو ذرا تو قرار دے
تو بارگاہِ حسن ہے مَیں ہوں گدائے حُسن
مانگوں گا بار بار مَیں تُو بار بار دے
دن بھی اسی کی راتیں بھی اس کی جو خوش نصیب
آقا کے دَر پہ عمر کو اپنی گزار دے
دل چاہتا ہے جان ہو اسلام پر نثار
توفیق اس کی اے مرے پروردگار دے
میرے دل و دماغ پہ چھا جا او خوبرو
اور ماسوا کا خیال بھی دل سے اتار دے
ممکن نہیں کہ چین ملے وَصل کے سوا
فرقت میں کوئی دل کو تسلّی ہزار دے
کیسے اٹھے وہ بوجھ جو لاکھوں پہ بار ہو
جب غم دیا ہے ساتھ کوئی غمگسار دے
ہے سب جہاں سے جنگ سہیڑی ترے لئے
اب یہ نہ ہو کہ تُو ہمیں دل سے اتار دے
تنگ آ گیا ہوں نفس کے ہاتھوں سے میری جاں
جلد آ اور آ کے اس مرے دشمن کو مار دے
بچھڑے ہوؤں کو جنّت فردوس میں ملا
جَسرِ صراط سے بہ سہولت گزار دے

(کلام محمود)

جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ جس نے سیاست کو ہمیشہ کے لئے مُلّاں کا غلام بنا دیا

(احمدیوں پر مسلسل جاری رہنے والے ظلم و ستم کے عبرت انگیز بھیانک نتائج)

(خطبہ جمعہ 6/ نومبر 1992ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 6/نومبر 1992ء کو مسجد فضل لندن میں جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے احمدیوں کے خلاف فیصلہ اور بنگلہ دیش میں جماعت کی مخالفت کے حوالہ سے حالات کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا۔ آجکل بھی بنگلہ دیش میں جماعت کی مخالفت میں شدّت کی ایک رو چل رہی ہے۔ ذیل میں ہم اس خطبہ کا متن اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو عقل عطا کرے اور وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو سہیڑنے والے اقدامات سے بچیں۔ مدیر)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور رحمہ اللہ نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا۔قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا۔اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(سورۃ الحجرات: آیت 15)

بعدہ حضور انور نے فرمایا:

’’1974ء میں پاکستان میں جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا اور ایک بہت ہی گھناؤنی سازش کے نتیجہ میں بالآخر پاکستان کی بدنصیب اسمبلی نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ ہے اور جس نے ہمیشہ کے لئے پاکستان سے پاکستانی سیاست کی جڑیں اکھیڑ دیں اور سیاست کو ہمیشہ کے لئے مُلّاں کا غلام بنا دیا۔ ویسی ہی سازش ان دنوں بنگلہ دیش میں چل رہی ہے۔ اس ڈرامے کے بھی وہی کردار ہیں، اس ڈرامے کی منصوبہ بندی کرنے والے بھی وہی لوگ ہیں اور اُسی قسم کے ہتھیار دوبارہ استعمال کئے جارہے ہیں۔ بالکل صاف وہی ہاتھ دکھائی دیتے ہیں، وہی طرز فکر ہے، وہی سازشیں اور ویسی ہی ظالمانہ کارروائیاں آج کل بنگلہ دیش میں جاری ہیں۔ ان کا آغاز دراصل چند سال پہلے ہوا تھا جب جنرل ارشاد برسراقتدار تھے۔ ان دنوں میں ہمیں مصدقہ اطلاعات ملیں کہ کویت میں رابطہ عالم اسلامی کا اڈہ ہے اور وہاں مختلف ممالک سے ان کے وزرائے مذہبی امور کو دعوت دے کر بعض خفیہ معاملات پر غور کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ انہی معاملات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کو غیرمسلم اقلیّت قرار دینے کی کوششیں کی جائیں۔ ہمیں جب اس کی اطلاعیں ملیں تو میں نے جماعت بنگلہ دیش کو متنبّہ کیا کہ ابھی سے تیاری کریں، یہ گہری سازش ہے اور یہاں ختم ہونے والی نہیں کیونکہ اس کے پیچھے سعودی عرب کے تیل کی دولت کارفرما ہے۔ دولت انسان کی عقل پر پردے ڈال دیتی ہے۔ دولت کی حرص انسان کو اندھا کر دیتی ہے، بنگلہ دیش ایک غریب ملک ہے اور خطرہ ہے کہ وہاں کے صدر اس حرص میں آکر ویسی ہی کارروائیاں شروع نہ کردیں جیسی پاکستان میں کی گئی تھیں۔ معاملہ کچھ آگے بڑھا کہ وہ صدر اپنے منصب سے ہٹا دیئے گئے اور دوسری حکومت برسراقتدار آئی۔ بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت میں بھی وہی کارروائیاں ازسرنو شروع کی گئی ہیں لیکن اس دفعہ مرکز کویت نہیں بلکہ قرائن بتاتے ہیں کہ ایوان صدر پاکستان میں یہ سازشیں منتقل ہوئی ہیں اور وہاں کے وزیر مذہبی امور اس میں پوری طرح ملوث ہیں۔ چنانچہ وزیراعظم بنگلہ دیش نے پاکستان کا جو گزشتہ دورہ کیا، اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کچھ فیصلے ایسے ہوئے ہیں جن کے نتیجہ میں باقاعدہ اسی طرز، اسی نہج پر ایک مہم چلائی گئی۔ اس مہم کا آغاز چندروز پہلے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے مرکز پر (جس کو ہم ہیڈکوارٹر کہتے ہیں اور جو 4۔بخشی بازار ڈھاکہ میں ہے) علماء کے ایک گروہ نے اپنے چیلے چانٹوں کے ساتھ اچانک حملہ کیا اور اس وقت وہاں جتنے احمدی موجود تھے ان کو بُری طرح زدوکوب کیا۔ ان میں سے بعض کی حالت کافی دیر تک خطرے میں رہی بلکہ جان کنی کی حالت میں رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب بڑے حوصلے میں رہے اور خدا نے فضل فرمایا کہ کوئی جان ضائع نہیں گئی۔ ایسی جانیں ضائع تو نہیں جایا کرتیں، جان دینے والے ہمیشہ کی زندگی پا جاتے ہیں مگر اردو محاورے کے مطابق میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی جان ضائع نہیں گئی اور خدا کے فضل سے ان سب کو نیکیاں کمانے کے لئے زندگی کا ایک اور دور عطا کر دیا گیا ہے۔

اس وحشیانہ حملے میں تمام عمارت کو جو عمارتوں کا ایک مجموعہ ہے آگ لگا دی گئی۔ فرنیچر وغیرہ اور ساری قیمتی چیزوں کی ڈھیریاں اکٹھی کرکے اُن کو آگیں لگائی گئیں اور قرآن کریم کی بے حد بے حرمتی کی گئی۔ وہاں کے اخباروں میں ایسی تصاویر شائع ہوئی ہیں کہ قرآن کے ہر قسم کے تراجم یا بغیر ترجموں کے قرآن باہر خاک میں پھینکے ہوئے اور آدھے جلے ہوئے یا پورے جلے ہوئے پڑے ہیں اور اُن کے عنوانات سے یا جو تحریریں کچھ پڑھی جاتی ہیں اُن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن کریم ہیں۔ یہ وحشیانہ حرکت جیسی پاکستان میں کی گئی تھی ویسی ہی لیکن ایک فرق کے ساتھ بنگلہ دیش میں کی گئی۔ پاکستان میں جو ڈرامہ کھیلا گیا اس کا آغاز ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر ہونے والے واقعہ سے ہوا جو ایک گہری سازش کے مطابق اس رنگ میں ترتیب دیا گیا کہ اُن کو امید تھی کہ ایسی بیہودہ حرکتوں کے نتیجہ میں ربوہ کے نوجوان مشتعل ہوں گے اور وہ ضرور جوابی کارروائی کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے نتیجہ میں مُلّاں کو اور حکومت کو ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ فوری طور پر پاکستان کے تمام ذرائع مواصلات میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ جھوٹی خبریں سارے ملک میں مشتہر کی گئیں جو انتہائی اشتعال انگیز تھیں۔ یہاں تک کہ کہا گیا کہ اہل ربوہ نے معصوم نوجوان مسلمانوں کی آنکھیں نکال دیں، ان کے جگر چبا گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ عجیب وغریب قسم کی بیہودہ اشتعال انگیز باتیں سارے ملک میں مشہور ہوئیں۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ہزارہ میں تو ایک مولوی بالٹی میں بکروں کی آنکھیں لئے پھرتا تھا اور قسمیں کھا کھا کر بتا رہا تھا کہ یہ وہ آنکھیں ہیں جو مسلمان معصوموں کی آنکھیں ہیں جو اہل ربوہ نے نکالی تھیں۔ یعنی آنکھوں کی بھری ہوئی بالٹی وہاں پہنچ گئی تھی۔ اس قسم کی جاہلانہ حرکتوں میں حکومت پوری طرح ملوث تھی اور تمام ذرائع ابلاغ اس جھوٹ کی تشہیر کر رہے تھے اور عوام الناس کو یقین دلایا جارہا تھا کہ ربوہ میں مسلمان طلبا پر بہت ہی بڑا ظالمانہ حملہ کیا گیا ہے اور بڑی شدید قسم کی ظالمانہ کارروائی کے نتیجہ میں بہت سی جانیں خطرہ میں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جو لازمی اثر پڑنا تھا وہ یہ تھا کہ سارے ملک میں فسادات کی آگ پھیل گئی اور کثرت کے ساتھ یعنی ہزاروں کی تعداد میں احمدی دکانیں جلائی گئیں، مکانات جلائے گئے، بہت سے احمدی شہید ہوئے۔ بہت ہی ظالمانہ طریق پر اس انتقامی کارروائی کو آگے بڑھایا گیا جس کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ ہمارے پاس ایسی تصاویر موجود ہیں کہ حملہ ہو رہا ہے، احمدیوں کو شہید کیا جارہا ہے، ان کے گھروں کو آگ لگائی جارہی ہے اور پولیس ساتھ کھڑی ہے، مجسٹریٹ ساتھ کھڑے ہیں اور ان کی نگرانی میں یہ کارروائی ہورہی ہے۔ غالبًا ان کا یہ خیال تھا کہ ڈھاکہ میں کئے جانے والے اس حملے کے نتیجہ میں جگہ جگہ اشتعال پیدا ہوگا اور احمدی جوابی کارروائی کریں گے۔ لیکن اس واقعہ سے پہلے ہی مَیں ان کو بار بار نصیحت کر چکا تھا کہ آپ نے صبر سے کام لینا ہے اور ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا۔ چنانچہ ڈھاکہ میں جو واقعہ ہوا اس میں مقامی احمدیوں نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی اور خالصۃً یکطرفہ ظلم کا نشانہ بنائے گئے اور بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ انہوں نے تکلیفیں اٹھائیں۔ بنگلہ دیش میں کی جانے والی سازش ویسی ہی تھی جیسی سازش پہلے پاکستان میں کی گئی تھی۔ بنگلہ دیش میں سازش اس طرح بے نقاب ہوتی ہے کہ یکطرفہ ظالمانہ کارروائی کے باوجود جبکہ مقابل پر احمدیوں کی طرف سے کسی قسم کی بھی کوئی اشتعال انگیز کارروائی نہیں ہوئی، اچانک سارے ملک میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں اُن کے اوپر علماء چڑھ دوڑے اور حکومت کو برسرعام دھمکی دی کہ اب ہم ان کا قتل عام کریں گے ورنہ تم ہمارا مطالبہ تسلیم کرواور ان کو غیرمسلم اقلیّت قرار دے دو۔

بنگلہ دیش اور پاکستان میں ایک فرق ہے کہ وہاں کی سیاست نسبتاً زیادہ باہوش ہے اور وہاں کے دانشور بھی نسبتاً زیادہ عقل رکھتے ہیں۔ چنانچہ سوائے مُلّاؤں کے ایک آدھ اخبار کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے بھی اس کی بڑی سخت مذمت کی۔ مُلّاؤں وغیرہ کا خیال تھا کہ اس حملہ کے نتیجہ میں ایک ہوا چل پڑے گی۔ وہ نہیں چل سکی اور حکومت اگر اس میں ملوّث ہے، جیسا کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ ملوث ہے تو حکومت کو بھی ایسا موقع ہاتھ نہیں آیا کہ وہ اشتعال انگیزی کی تحریک میں شامل ہوجائے۔ لیکن ایک حرکت حکومت نے یہ کی کہ اس واقعہ کے معاً بعد پاکستان کے بدترین علماء جو شرپسندی میں شہرت رکھتے ہیں اور غلیظ وگندی زبان بولنے میں ان کا آج دنیا میں شاید کوئی ثانی نہ ہو اُن کو وہاں بلوایا گیا اور مکہ معظّمہ سے بھی علماء کو بلایا گیا۔ آخر یہ اچانک تو اکٹھے نہیں ہوئے۔ ایک طرف ظلم کی کارروائی ہورہی ہو اور دوسری طرف اس کی تائید میں باہر سے مزید علماء کو دعوت دینا ثابت کرتا ہے کہ حکومت لازماً اس میں ملوث ہے ورنہ دنیا کی کوئی شریف حکومت اپنے شہریوں کے خلاف اشتعال انگیزی کے لئے باہر سے شرپسندوں کو دعوت نہیں دیا کرتی۔ چنانچہ انہوں نے پھر کھلم کھلا اشتعال انگیزی کی اور عام تحریک کی اور جیسا کہ اس ڈرامے میں بالآخر اس بات پر تان ٹوٹا کرتی ہے کہ احمدیوں کو غیرمسلم اقلیّت قرار دے دو ورنہ یہاں خون کی نہریں بہہ جائیں گی، اس دھمکی کا اعادہ کیا گیا۔

جہاں تک خون کی نہروں کا تعلق ہے **جماعت احمدیہ بنگلہ دیش خدا کے فضل سے بڑی بہادر جماعت ہے**۔ کمزور ہے لیکن دل کی کمزور نہیں اور ایمان بہت قوی ہیں۔ چنانچہ مجھے بنگلہ دیش کے امیر صاحب کی طرف سے بار بار یہ یقین دہانی ملی ہے کہ آپ فکرمند ہیں، فکر کریں بے شک، دعائیں کریں کہ خطرات بھی بہت ہیں لیکن ہر احمدی ایک چٹان کی طرح ثابت قدم ہے اور ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ مضروب جن کو شدید تکلیف پہنچائی گئی اور بہت بُری طرح زدوکوب کیا گیا ان میں سے ایک بھی نہیں ہے جس نے اُف کی ہو یا شکایت کی ہو کہ میرے ساتھ یہ ہوگیا۔ اس لئے انہوں نے یقین دلایا ہے کہ آپ مطمئن رہیں، ساری دنیا کی جماعتوں کو بے شک یہ اطلاع ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش میں کوئی احمدی پیٹھ دکھانے والا احمدی نہیں ہے،

اگر مزید کوئی واقعہ ہوا تو ہر احمدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قربانیوں کے لئے ایک جان کی طرح اپنے آپ کو اکٹھا پیش کرے گا۔

یہ وہ مختصر حالات ہیں جو بالارادہ شرارت کے طور پر سازش کے نتیجہ میں وہاں پیدا کئے گئے اور پیدا کئے جا رہے ہیں اور آج کی اطلاع یہ ہے کہ علماء کی طرف سے جیسا کہ پہلے بھی ہوا کرتا تھا ایک جلوس پہلے 4۔بخشی بازار ڈھاکہ، جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر ہے، اس کی طرف پہنچا۔ وہاں عمارت تو کوئی بچی نہیں تھی جس کو مزید جلایا جاتا لیکن ارد گرد سے بہت سے مخلصین اس عہد کے ساتھ وہاں پہنچے ہوئے تھے کہ اگر اب کچھ ہوا تو ہم ہر قسم کی قربانی پیش کریں گے۔ اس لئے وہ اندر تو نہیں گئے لیکن شدید گند بکتے ہوئے، غیر مسلم قرار دیئے جانے کے مطالبوں کا اعلان کرتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور اسمبلی کی طرف گئے اور اسمبلی میں با قاعدہ یہ مطالبہ پیش کیا گیا اور سپیکر نے اس کو قبول کیا بلکہ ایک اطلاع کے مطابق مطالبہ پہلے ہی پیش کیا جا چکا تھا اور ڈپٹی سپیکر نے سپیکر کی نمائندگی میں اس کو قبول کر لیا تھا۔ اب یہ ایک عوامی کارروائی کے طور پر غالباً دوبارہ پھر پیش کیا گیا ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے دو۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٰہی جماعت ہے اور آج تک جتنے بھی ابتلاء جماعت پر آئے ہیں یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ تکلیفیں پہنچی ہیں اور جماعت نے ہر قسم کی، جذبات کی، عزتوں کی، اموال کی اور اَنْفُس کی قربانیاں پیش کی ہیں لیکن جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا ہے کہ چند سوکھے ہوئے پتّے جھڑے ہیں۔ لیکن اُن سے زیادہ شاداب اور سرسبز اور نشو و نما پانے والے پتّے ایسے ظاہر ہوئے جو بارور بھی بنے، آگے انہوں نے پھر پھل پیدا کئے تو جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ وہ **جماعت نہیں ہے جسے چکّی میں پیسا جائے تو چھوٹی ہو کر باہر نکلے۔ یہ وہ جماعت ہے جو تمام الٰہی جماعتوں کی طرح چکّی سے پس کر نہیں نکلتی بلکہ بڑی ہو کر اور مزید طاقتور ہو کر باہر آتی ہے۔** اس لئے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہاں آئندہ کیا ہو گا۔ مَیں اس سلسلہ میں وہاں کی حکومت اور وہاں کے عوام اور سیاستدانوں کو کچھ مشورے دینا چاہتا ہوں لیکن جو بھی ہو گا میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ **جماعت احمدیہ کو دنیا کی کوئی طاقت ذلیل اور رسوا اور چھوٹا نہیں کر سکتی۔** یہ پہلے سے بہت بڑی ہو کر نکلے گی۔ ہر ابتلاء نے جماعت کو طاقت بخشی ہے، کمزور نہیں کیا۔ پس یہ ابتلاء کوئی نئی نوعیت کا ابتلاء نہیں۔ سو سال سے ہمارے آزمودہ ابتلاؤں میں سے ایک ابتلاء ہے اس کے نتیجہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو ادنیٰ سا بھی شک نہیں۔

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔

کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

کینیڈا میں ابھی پچھلے دنوں مسجد کے افتتاح کی جو تقریب تھی اُس کے متعلق دنیا سے جو اطلاعات مل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے غیر احمدیوں نے اس کے جو نظارے دیکھے ہیں تو حیران رہ گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ پاکستان کے ایک احمدی صحافی نے مجھے خط لکھا جو کل ہی ملا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہاں کے ایک نامور صحافی ہیں جو مذہبی امور میں لکھنے کی شہرت رکھتے ہیں اور سارے پاکستان میں ان کا نام معروف ہے، وہ مجھے ملنے آئے۔ سر پھینکا ہوا اور ایسی عجیب کیفیت تھی جیسے تکلیف کی حالت میں ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ رات میں نے ایک احمدی کے گھر کینیڈا میں منعقد ہونے والی مسجد کی افتتاحی کارروائی دیکھی اور ساری رات میں اس بات پر پچھتاتا رہا کہ ہم کیا کر بیٹھے اور ہماری عقلوں پر کیا گزری۔ ہم نے کیا کر دیا کہ جماعت احمدیہ کو اس کے نتیجہ میں اتنی بڑی ترقیات نصیب ہو گئیں۔ ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہ تھیں۔ یہ الفاظ بعینہٖ وہ نہیں ہیں لیکن جو مضمون مجھے لکھا گیا اس کا ما حصل یہ ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ خیال کہ جماعت احمدیہ ہماری طرف سے شدید مخالفت کے باوجود مسلسل ترقی کر رہی ہے دن بدن بڑھ رہا ہے۔ ایک اہل حدیث اخبار کی تحریر بھی میں نے وہاں پڑھ کر سنائی تھی اور اُس سے پتہ چلتا ہے کہ بالآخر وہ وقت آ پہنچا ہے کہ شدید ترین مخالفین بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ہماری کوششیں حقیقت میں ناکام رہی ہیں، نامراد رہی ہیں، برعکس نتیجے پیدا کرنے والی ہیں اور جماعت احمدیہ کو کمزور کرنے کی بجائے ہم اپنی کارروائیوں کے نتیجہ میں ان کے لئے مزید طاقت کا سامان پیدا کر چکے ہیں۔

دراصل مُلاّں نے کسی کو کیا طاقت بخشنی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ مُلاّں کی ہر ذلیل کارروائی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ طاقت بخشتا ہے اور یہ بات ان کو دکھائی نہیں دے رہی۔ اگر یہ بات عوام الناس کو سمجھ آ جائے یا دانشوروں کو ہی سمجھ آ جائے تو ان کے جو آئندہ لائحہ عمل ہیں وہ اس کی روشنی میں بالکل ہی بدل جائیں گے۔ لیکن ان کے لئے بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر ہمیں چھوڑیں تب ہم ترقی کرتے ہیں، ہمارے پیچھے پڑیں تب ہم ترقی کرتے ہیں۔ یہ بیچارے جائیں تو کہاں جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت مسیح کا ہی یہ مشہور مقولہ صادق آتا ہے کہ میں کونے کا پتھر ہوں، جو مجھ پر گرے گا پاش پاش ہو جائے گا اور میں جس پر گروں گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت تو کونے کے پتھر کی مانند وہ جماعت ہے کہ وہاں چُن کر ایسا پتھر نصب کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ شدید ہو۔ میں ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ (سورۃ الفتح: آیت نمبر 30) کے معنوں میں لفظ ''شدید'' استعمال کر رہا ہوں۔ یعنی جو سب سے زیادہ طاقتور ہو، اُس پر کوئی چیز گرتی ہے تو خود اپنا ہی سر توڑتی ہے وہ جس پر گرتا ہے اس کا سر توڑتا ہے۔ سو یہ ہمیں چھوڑیں تو تب مارے جائیں، نہ چھوڑیں تو تب مارے جائیں۔ یہ کیا کریں؟ ایک ہی راہ ہے کہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، ایک سال دو سال نہیں، سو سال میں متواتر تائیدات کے اتنے نشان دکھائے ہیں کہ ایک اندھے کو بھی محسوس ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طاقتیں ان کے ساتھ ہیں، ہمارے ساتھ نہیں۔ ورنہ ہر بار مخالفانہ کاروائی کا اُلٹ نتیجہ نکلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بہر حال جن لوگوں کو خدا تعالیٰ گمراہ قرار دیدے ان کی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں ان کا کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔ نہ وہ دیکھ سکتے ہیں، نہ وہ سن سکتے ہیں، نہ وہ سچائی کے اظہار کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ان میں بھاری اکثریت ایسی ہے جن پر اس صورت حال کا اطلاق نہیں ہوتا جو لاعلمی میں ایسی حرکتیں کر رہی ہے۔ گنتی کے چند لوگ ہیں ان کو راہنما کہہ لیں یا بدنصیب لیڈر کہہ لیں، جو بھی نام ان کو دیں یہ راہنمائی کی صلاحیتوں سے محروم ہیں اور غلط صلاحیتوں کے استعمال کے نتیجہ میں ہر دفعہ قوم کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہ بدنصیب واقعات ہیں جنہوں نے پاکستان کا حُلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ **پاکستان جب سے قائم ہوا ہے مسلسل مولوی کے مظالم اور غلط راہنمائی کے نتیجہ میں قوم کا حال بد سے بدتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔**

میں بنگلہ دیش کے رہنے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ان میں یہ طاقت نہیں کہ مذہب کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور قدیم تاریخ تک نگاہ دوڑائیں تو مذہب کی تاریخِ حاضرہ پر نظر ڈالیں۔ جماعت احمدیہ کے سو سال کس بات کی شہادت دے رہے ہیں۔ کیا حقیقتیں ان کے سامنے کھول رہے ہیں؟ یہ تو کوئی دور کی بات نہیں، یہ تو آج کی زندہ تاریخ ہے جو ان امور کو کھول کھول کر اُن کے سامنے رکھ رہی ہے۔ پس اس سے نصیحت پکڑیں۔ ان کو حقیقت میں پاکستان کے حالات کا گہری نظری سے مطالعہ کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا ہوا۔ موجودہ وزیر اعظم اگر اس میں ملوّث ہیں جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں کہ شواہد بتاتے ہیں کہ ملوّث ہیں تو اُن کو اتنا سوچنا چاہئے کہ اس سے پہلے جنہوں نے یہ کارنامے سرانجام دیئے تھے ان سے خدا کی تقدیر نے کیا سلوک کیا۔ یہ مُلاّں لوگ جو اُن کو جا کر یہ کہتے رہے ہیں کہ اگر تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ تو ہمیشہ کے لئے تمہارا نام زندہ رہ جائے گا، تمہارے مخالف ختم ہو جائیں گے، تمہارے مدّ مقابل سیاستدانوں کی سیاست ختم ہو جائے گی اور تمہیں دوام بخشا جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ روحانی سہرا بھی ہم تمہارے سر پر باندھیں گے۔ کیا موجودہ وزیر اعظم یہ دیکھ نہیں سکتیں کہ سہرا باندھنے والے یہی ہاتھ پھر پھانسی کا پھندا بھی پہنایا کرتے ہیں اور ان ہاتھوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہ تاریخ تو پرانی نہیں۔ جن لوگوں نے مولویوں کے سہروں کی لالچ میں غلط اقدام کئے ہیں ان کا انجام آپ کے سامنے ہے اور یہ وہ انجام ہے جو الٰہی سنّت کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا﴾۔ (سورۃ فاطر: آیت 44) ہر طرف نظر دوڑا کر دیکھ لو۔ تم خدا کی سنّت میں نہ کوئی تبدیلی پاؤ گے نہ کوئی ہیر پھیر پاؤ گے۔ یہ وہ سنّت ہے جو بار بار اسی طرح جاری ہوتی ہے۔ پس آنکھیں کھولیں، ہوشیار ہوں۔ اگر کوئی غلطیاں کی جا چکی ہیں تو اب وقت ہے کہ اُن سے توبہ کی جائے، استغفار کیا جائے اور خواہ مخواہ ظلم کی راہ اختیار کرتے ہوئے اُس انجام کو نہ پہنچیں جو انجام خدا تعالیٰ نے ظالموں کا مقدر کر رکھا ہے۔

جہاں تک قوم کا تعلق ہے ظلم کے نتیجہ میں قوم بھی پیسی جاتی ہے۔ غلط فیصلوں کے نتیجہ میں جو اس وقت کے سربراہ کیا کرتے ہیں ساری قوم پر بد اثرات مترتب ہوتے ہیں اور قوم پھر ایسے مصائب کی چکّی میں پیسی جاتی ہے اور بار بار ایسے ہولناک ابتلاؤں میں ڈالی جاتی ہے کہ اُس سے نکلنے کی پھر وہ راہ نہیں پاتی۔

پاکستان سے عبرت حاصل کریں۔

یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے کر اس دور میں اسلام کی ایک ایسی خدمت کی جا رہی ہے کہ اس کی کوئی مثال آپ کو اسلامی تاریخ میں دکھائی نہیں دے گی۔ اتنا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا جا رہا ہے کہ کارنامہ سرانجام دینے والے ہمیشہ کے لئے خدا کی خوشنودی حاصل کر لیں گے اور عرش معلّٰی پر ان کی حمد کے گیت گائے جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش کی زندگی پا جائیں گے اور اسلام ترقی کرے گا اور نشو و نما پائے گا، ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ جنّت کے وہ نقشے ہیں جو انہوں نے کھینچے۔ یہ نقشے عملاً کس طرح حقائق میں ڈھل کر سامنے آئے، اس کی تصویر بڑی بھیانک ہے۔ میں صرف ایک دو نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ بنگلہ دیش والے جو سُن رہے ہوں یا اُن کو بعد میں یہ پیغام پہنچایا جائے تو وہ ان باتوں کو ملحوظ رکھیں۔

1974ء میں جو کچھ ہوا یا اس کے منطقی نتیجہ کے طور پر جو بعد میں 1984ء میں رونما ہوا اور پھر ظلم و ستم کی وہ ایک مسلسل داستان جاری و ساری ہوئی اُس کے نتائج کیا نکلے۔ مسٹر اے۔کے بروہی سابق وزیر قانون پاکستان لکھتے ہیں۔

''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا ہماری بد اعمالیوں کو دیکھ کر اسلام کے بارہ میں رائے قائم کرتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آج ہم اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیں تو یورپ کا بڑا حصہ حلقہ بگوش اسلام ہو سکتا ہے''۔

تو اگر خدمت اسلام کرنی ہے تو اس کا یہ رستہ ہے کہ اس اسلام میں داخل ہوں جسے آپ نے الگ کر رکھا ہے۔ اس کو دیکھ کر آجکل یورپ حلقہ بگوش اسلام ہو رہا ہے۔ پس اس اسلام سے توبہ کریں جو ظلم و ستم کا

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔

قرآن کریم کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خداتعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۴/ستمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۴/تبوک ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورة البقره آيت :3)۔ دنیا میں، جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے بے شمار نبی بھیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوموں کے لئے شریعت لے کر آئے جو کتاب ان پر اتری اس کے احکام انہوں نے اپنی قوم کو بتائے، کچھ ان نبیوں کی پیروی میں بھی تھے جو اس شریعت کو آگے چلانے والے تھے، تو بہرحال نبیوں کا یہ سلسلہ اپنی اپنی قوم تک محدود رہا، یہاں تک کہ انسان کامل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنی شریعت بھی کامل کی اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی جس میں گزشتہ انبیاء کے تمام واقعات بھی آ گئے اور تمام شرعی احکام بھی اس میں آ گئے اور آئندہ کی پیش خبریاں بھی اس میں آ گئیں۔ اور تمام علوم موجودہ بھی اور آئندہ بھی، ان کا بھی اس میں احاطہ ہو گیا گویا کہ علم و عرفان کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو پاک دل ہو کر اس سے فیض اٹھانا چاہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ وہ تقویٰ میں بھی آگے بڑھے گا، وہ ہدایت پانے والوں میں بھی شمار ہو گا کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اس کے فیض اور برکات کا در ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانے میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا‘‘۔

تو یہ دعویٰ ہے جو اس کتاب کا ہے اگر تم پاک دل ہو کر اس کی طرف آؤ گے، ہر کانٹے سے ہر جھاڑی سے جو تمہیں الجھا سکتی ہے، تمہیں بچنے کی تمنا ہے اور نہ صرف تمہیں بچنے کی تمنا ہے بلکہ اس سے بچنے کی کوشش کرنے والے بھی ہو اور تمہارے دل میں اگر اس کے ساتھ خدا کا خوف بھی ہے، اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ بھی ہے پھر یہ کتاب ہے جو تمہیں ہدایت کی طرف لے جائے گی۔ اور جب انسان، ایک مومن انسان، تقویٰ کے راستوں پر چلنے کا خواہشمند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا، سمجھے گا اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا، تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور قرآن کریم کی ہدایت تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے والے بھی ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ انسانی فطرت کو بھی جانتا ہے اس لئے ہمیں قرآن کریم نے اس بات کی بھی تسلی دے دی کہ یہ کام تمہارے خیال میں بہت مشکل ہے۔ عام طور پر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اس کتاب کے احکام ہر ایک کو سمجھ نہیں آ سکتے، ہر ایک کے لئے ان کو سمجھنا مشکل ہے۔ اگر کوئی سمجھ آ بھی جائیں تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ تو اس بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کر بتا دیا کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ بڑی آسان کتاب ہے۔ اور اس کی یہی خوبی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعدادوں کے لوگوں کے لئے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے، ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ کوشش تو بہرحال شرط ہے وہ تو کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روٹی کمانے کے لئے دیکھ لیں کتنی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا شیوہ ہی نکمے بیٹھ کر کھانا ہوتا ہے۔ دوسروں سے امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں یا ایسے بھی ہوتے ہیں جو بیویوں کو کہتے ہیں جاؤ کماؤ، میں گھر میں بیٹھتا ہوں۔ پیشہ ور مانگنے والے بھی مانگنے کی کوششوں میں محنت کرتے ہیں۔ یہاں مغرب میں بھی بہت سارے مانگنے والے سارا دن باجے، ڈھول اور دوسری اس طرح کی چیزیں لے کر سڑکوں اور پارکوں میں بیٹھتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس کوشش میں ہی ہے نا! کہ روٹی حاصل کی جائے۔ تو بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کوشش کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی، ہدایت پانے کی اور تقویٰ حاصل کرنے کی تو پھر تمہیں اس کتاب سے بہت کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نیت نیک ہے تو میں نے اس کو تمہارے لئے آسان کر دیا ہے اور کر دوں گا، بشرطیکہ تم اس کو پڑھ کر عمل کر کے ہدایت پانا چاہو۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ (القمر:18)، اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ پس یہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے، یہ اس کا دعویٰ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی فطرت کی ہر اونچ نیچ کو جانتا ہے۔ اس کے اندر کو بھی جانتا ہے جہاں تک انسان خود بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کو پتہ ہے کہ کس شخص کی کتنی استعدادیں ہیں۔ اور اس کی فطرت میں کیا کیا خوبیاں یا برائیاں ہیں۔ اس نے فرمایا کہ تم نصیحت پکڑنے والے بنو تم اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے والے بنو۔ صرف نام کے مسلمان ہی نہ ہو۔ صرف یہ دعویٰ کر کے کہ ہم نے امام مہدی کو مان لیا اور بس قصہ ختم، اس کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ جاؤ۔ اگر اس طرح کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھلانے والے ہو گے۔ اور اگر نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کو پانے کی تلاش میں ہو گے، اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہو گے۔ تو فرمایا کہ میں نے قرآن کریم میں انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے آسان انداز میں نصیحت کی ہے۔ بڑے آسان حکم دیئے ہیں جن پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اس میں تمام بنیادی اخلاق اور اصول و قواعد کا ذکر بھی آ گیا جن پر عمل کرنا کسی کم سے کم استعداد والے کے لئے بھی مشکل نہیں ہے۔ عبادتوں کے متعلق بھی احکام ہیں تو وہ ہر ایک کی اپنی استعداد کے مطابق ہے۔ عورتوں کے متعلق حکم ہیں تو وہ ان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ گھریلو تعلقات چلانے کے لئے حکم ہے تو وہ عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ معاشرے میں تعلقات اور لین دین کے بارے میں حکم ہے تو وہ ایسا کہ ایک عام آدمی جس کو نیکی کا خیال ہے وہ بغیر اپنا یا دوسرے کا نقصان کئے اس پر عمل کر سکتا ہے۔ پھر جن باتوں کی سمجھ نہ آئے یا بعض ایسے حکم ہیں جو بعض لوگوں کی ذہنی استعدادوں سے زیادہ ہوں، اور بعض گہری عرفان کی باتیں ہیں ان کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زیادہ استعداد والوں کو علم دیا کہ انہوں نے ایسے مسائل آسان کر کے ہمارے سامنے رکھے دیئے۔ اور ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی جن کو اللہ تعالیٰ نے حَکَم اور عَدَل بنا کر بھیجا۔ جنہوں نے قرآن کریم کے ایسے چھپے خزانے جن تک ایک عام آدمی پہنچ نہیں سکتا تھا

ان خزانوں کے بارے میں کھول کر وضاحت کردی۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ اور اس دعویٰ کے مطابق ہے کہ اگر تمہیں نصیحت حاصل کرنے کا شوق ہے تو ہم نے قرآن کریم کو آسان بنایا ہے۔ کیونکہ بعض معارف ایسے ہیں کہ ایک عام آدمی کی استعداد سے زیادہ ہیں، اس کی سمجھ سے بالا ہیں۔ ان کو کھولنے کے لئے فرمایا کہ میں اپنے پیاروں پر علم کے معارف کھولتا رہا ہوں اور رہتا ہوں اور اس زمانے میں یہ تمام دروازے مسیح موعود اور مہدی موعود پر کھول دیئے ہیں۔ پس انہوں نے جس طرح آسان کرکے، کھول کر قرآن کریم کی نصیحت ہمیں پہنچائی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی ان نصائح پر عمل نہیں کرتا، جن کی خدا تعالیٰ سے علم پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے، تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصیحت کو آسان کرکے سمجھانے کے لئے اپنا نمائندہ بھیج دیا ہے، اس کی بات نہ ماننا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس کو نہ ماننے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ جن نصائح اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو امام وقت نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر آسان کرکے دکھایا ہے، اس میں یہ لوگ ایچ پیچ تلاش کرتے ہیں اور بعض باتوں کو ناقابل عمل بنادیا ہے۔ کچھ حکموں کو کہہ دیا کہ منسوخ ہوگئے۔ کچھ کو صرف قصہ کہانی کے طور پر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہہ دیا تھا کہ بعض باتیں صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ نے کامل علم دیا ہے۔ اور اب جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کے مطابق دین کو سنبھالنے والا ایک پہلوان حکم اور عدل آ گیا تو ان تفسیروں کو بھی ماننا ضروری ہے جو اس نے کی ہیں۔

بہرحال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہوسکیں گے جن کے لئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہوگا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کرلیا اور کافی ہوگیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہوگئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کرسکیں۔

پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کرکے ایک جگہ کردیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کرکے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں‘‘۔ (الحکم 17/نومبر 1905ء)

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بھی جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہوگئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہوکر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ409 جدید ایڈیشن)

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رای بقراۃ القرآن اوتاکل بہ اور فخر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آرہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آرہا ہوگا اور جب اس پر عمل کررہا ہوگا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہوگا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آرہی ہوگی۔

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرکے ایک مومن حاصل کر

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈ ورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pioneer Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سکتا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔

اس مثال میں جس طرح بیان کیا گیا ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے دکھاوے کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں تو قرآن کریم کی خوشبو اس کو پڑھنے کی وجہ سے ماحول میں قائم ہو گی۔ کوئی نیک فطرت اس سے فائدہ اٹھالے گا۔ لیکن وہ شخص جو دکھاوے کی خاطر یہ سب کچھ کر رہا ہے اس شخص کو اس کا پڑھنا کوئی مٹھاس، کوئی خوشبو میسر نہیں کر سکتی۔ کوئی فائدہ اس کو نہیں پہنچے گا۔ اور پھر وہ شخص جو نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے، اس میں تو فرمایا کہ ایسی منافقت بھر گئی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہے اور نہ مزا ہے۔ نہ وہ خود فیض پا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فیض پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایسا بننے سے محفوظ رکھے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

اہل اللہ بننے کے لئے جیسا کہ پہلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے والے بھی بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بھی بنیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے‘‘۔

(الحکم 31/ اکتوبر 1901ء)

پس ہر احمدی کو اپنی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔ دین بھی سنور جائے گا اور دنیاوی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ آج دیکھ لیں مسلمانوں میں جو لڑائی جھگڑے اور دنیا کے سامنے ذلت کی حالت ہے وہ اسی لئے ہے کہ نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جو پڑھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے، سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تو ظاہر ہے پھر قرآن کو چھوڑنے کا یہی نتیجہ نکلنا تھا جو نکل رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔ اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے، مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہو گی‘‘۔

فرمایا کہ: ’’مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 140-141 جدید ایڈیشن)

جب یہ دوسروں کے لئے نصیحت ہے تو یہ ہمارے لئے تو اور بھی زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو عمل نہیں کرتے، قرآن کریم میں آیا ہے کہ ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا﴾ (الفرقان: ۳۱)۔ اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ دنیاداری بھی غالب آجاتی ہے۔ کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آجائے کہ اس نے قرآن کریم کو متروک چھوڑ دیا ہو۔ پس اس کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں۔ ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ متروک چھوڑنے کا مطلب یہی ہے کہ اس کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے نہ اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہیں نہ بندوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنا علم ہو جائے گا کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت صہیبؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم کے محرمات کو عملاً حلال سمجھ لیا اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں۔ یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی قرآن کریم کے جو احکامات ہیں ان پر عمل نہ کیا۔ تو ایسا شخص لاکھ کہتا رہے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتا ہے کہ نہیں تمہارا کوئی ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ تم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے۔ پس ایسے لوگوں کو جو لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کے حقوق غصب کر رہے ہیں اس حدیث کو سننے کے بعد سوچنا چاہئے کہ میرا ایمان جا رہا ہے، کس طرح اس کو واپس لے کے آنا ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ عنقریب بہت سے فتنے پیدا ہوں گے دریافت کیا گیا کہ ان فتنوں سے خلاصی کی کیا صورت ہو گی اے جبرائیل!۔ فرمایا کہ فتنوں سے خلاصی کی صورت کتاب اللہ ہے۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف توجہ دیں اس کو پڑھیں، اس کی تلاوت کریں۔ اس کے مطالب کی طرف بھی توجہ دیں اور جیسا کہ پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے، اس کا مزا بھی لیں اور اس کی خوشبو بھی پھیلائیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا، ظاہری طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر چندہ دینے والے کی طرح ہے۔ پس جیسا کہ روایت میں ہے کہ صدقہ بلاؤں، خطرات اور فتنوں کو دور کرتا ہے، ان کو ٹالتا ہے۔ قرآن کریم کا پڑھنا اور اس طرح پڑھنا کہ اس کی سمجھ بھی آرہی ہو صدقے کے طور پر قبول ہو گا۔ اور اس کی برکت سے تمام فتنوں سے بھی بچا جا سکتا ہے تمام برائیوں سے بھی بچا جا سکے گا اور ابتلاؤں سے بھی بچا جا سکے گا۔

KMAS TRAVEL

پاکستان اور دنیا بھر کی سو فیصد OK ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ عید اور دسمبر کی بکنگ جاری ہے۔ اپنی نشست ابھی سے بک کروالیں۔ اور ٹکٹ گھر بیٹھے حاصل کریں۔ نیز حج اور عمرہ کی سعادت کے لئے بھی رابطہ کریں

ہماری ترقی کا راز ——— آپ کا پر خلوص تعاون

KMAS TRAVEL

Saalbau Str 27, 64283 Darmstadt (GERMANY)

Phone: 06151- 8700646 - Mob: 01705534658- Fax: 06151-8700647

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو آدمی ایسے ہیں جن کے بارے میں حسد (یعنی رشک جائز ہے۔ یعنی ایسا حسد جو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ تعریفی رنگ میں ہو)۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔ اور اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی ہے تو میں بھی ایسے ہی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو جس کو وہ وہاں خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنے کا حق ہے اور اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی تو میں بھی ویسے ہی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔ (بخاری کتاب التمنّی)

قرآن کریم کے پڑھنے کے بھی کچھ آداب ہیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ نہیں سمجھا۔ (ترمذی ابواب القراءۃ)۔ بعض لوگوں کو بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے دن میں، ایک دن میں یا دو دن میں سارا قرآن کریم ختم کر لیا۔ یا ہم نے اتنے منٹ میں سیپارے ختم کر دیئے یا اتنا سیپارہ ختم کر دیا۔ بلکہ رمضان کے دنوں میں تو پاکستان میں (اور جگہوں پہ بھی ہوگا) غیروں کی مسجدوں میں مقابلہ ہوتا ہے کہ کون جلدی تراویح پڑھاتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہماری یونیورسٹی کا کارکن تھا۔ بڑا نمازی غیر از جماعت، وہ بتاتا تھا کہ میں آج فلاں مسجد میں گیا وہاں فلاں مولوی بڑا اچھا ہے اس نے تو تین منٹ میں دو رکعت نماز پڑھادی اور آٹھ رکعتوں میں قرآن کریم کا ایک پارہ ختم کر دیا۔ تو جب اسے پوچھو کہ کچھ سمجھ بھی آئی؟۔ سمجھ آئی یا نہ آئی اس نے بہرحال قرآن کریم پڑھ دیا تھا۔ وہ ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ حالانکہ حکم یہ ہے کہ قرآن کریم غور سے اور سمجھ کر پڑھو، ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)۔ تو یہ مزید کھل گیا کہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

اور کس طرح پڑھنا چاہئے؟ اس کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مددوحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے، اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۱۹ جدید ایڈیشن) یہ باتیں ہوتی ہیں کہ اس طرح سورۃ یاسین پڑھی جائے تو برکت ہوگی اور اگر اس طرح ہوگی تو نہیں ہوگی۔

پس ہر ایک کو اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے، دلوں کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس طرح غور اور تدبر سے پڑھنا چاہئے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ پھر ہر ایک جائزہ لے کہ کتنے حکم ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں۔ تو اگر روزانہ تلاوت کی عادت ہو اور پھر اس طرح روزانہ جائزہ ہو تو کیا دل کے اندر کوئی برائی رہ سکتی ہے۔ کبھی نہیں۔ تو یہ بھی ایک پاک کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت. روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۸۔۳۰۹)

اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصاراللہ کے ذمّہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصاراللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں آج انصاراللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے یہ بھی ان کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑھیں اور اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعدار اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے‘‘۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 61)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو، لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 191 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے مقام کو پہچانیں اور اپنی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں۔

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

نادر کاکوروی ـــــــ طرزِ جدید کا شاعر

(میر انجم پرویز)

بنیادی تعارف

منشی نادر علی خان نام اور نادرؔ تخلص تھا۔ 1867ء میں ضلع لکھنو کی مردم خیز سرزمین ''کاکوری'' میں پیدا ہوئے اور ادبی دنیا میں ''نادر کاکوروی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

انگریزی اور اردو ادب سے دلچسپی

نادر علومِ متداولہ سے خوب آگاہ تھے۔ اردو فارسی پر عبور رکھتے تھے اور انگریزی زبان و ادب کا بھی اچھا مطالعہ تھا۔ لارڈ بائرن اور سر ٹامس مور کی نظموں کے انہوں نے جو قابلِ رشک منظوم ترجمے کئے ہیں ان کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں نہ صرف انگریزی لٹریچر بالخصوص نظم سے دلچسپی تھی بلکہ وہ اس زبان کے رموز و نکات سے بھی بخوبی واقف تھے۔

اردو سے انہیں عشق تھا اور وہ چاہتے تھے کہ حالؔی اور آزؔاد کا لگایا ہوا پودا ''نظم جدید'' جلد پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے نیچرل شاعری کے جو طبع زاد نمونے چھوڑے ہیں وہ نہایت ہی گراں مایہ ہیں۔ اس کے علاوہ مغربی شعراء کے رنگ کو انہوں نے جس سلاست روی و عمدگی سے اردو میں سمونے کی کوشش کی وہ ان کا ایک زندۂ جاوید کارنامہ ہے۔

حالاتِ زندگی

نادر کاکوروی کے حالاتِ زندگی زیادہ معلوم نہیں ہوئے۔ البتہ مکروہاتِ دنیوی اور متواتر حادثات کے صدمے اٹھانے سے بہت رنجور اور مغموم رہا کرتے تھے۔ بالخصوص اپنی رفیقہ حیات کے انتقال کے بعد سے تو ان پر ایک عجیب کیفیت طاری رہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے آخری زمانہ کا کلام زیادہ پُرسوز اور درد انگیز ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان کو اپنا ایک شعر نہایت پسند تھا۔ جو دراصل شاعر کے وارداتِ قلبی کی ایک سچی تصویر ہے۔

نواسنجی کو کیا کچھ بلبلیں اس باغ میں کم تھیں
مجھے تکلیف ناحق دی چمن پیرائے عالم نے

نادر کاکوروی وفات سے کچھ عرصہ قبل مرضِ خنّاق میں مبتلا ہوئے۔ پہلے لکھنو کے معروف اطباء سے علاج کروایا، مگر فائدہ نہ ہوا تو مزید علاج کے لئے ملیح آباد چلے گئے۔

وفات

یہاں بھی کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا۔ آخر علالت کے چند دن مزید گذار کر 20 اکتوبر 1912ء کو اردو کا یہ ذہین اور خوش فکر شاعر انتقال کر گیا۔

نادرؔ۔ طرزِ جدید کا شاعر

نادر کے جذبات و محسوسات بڑے لطیف اور خیالات نہایت ارفع و اعلیٰ تھے۔ انہیں عامیانہ تغزل اور پرانے دقیانوسی رنگ کے طرز تحریر سے حد درجہ نفرت تھی۔ ان کا اپنا ایک مذاق تھا جو بہت کھرا اور رچا ہوا تھا۔ اس صحیح مذاق کی بدولت انہوں نے ایک جداگانہ راستہ اختیار کیا اور اس میں کامیاب بھی ہوئے لیکن افسوس کہ ان کا انتقال جوانی میں پینتالیس سال کی عمر میں ہو گیا اور اس سانحہ سے ادبی دنیا نے ان کی ذات سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں ان پر پانی پھر گیا۔

نادر اوّل اوّل انگریزی نظموں کے تراجم کی بدولت مشہور ہوئے لیکن اس کے بعد انہوں نے مختلف موضوعات پر جو طبع زاد نظمیں پیش کیں ان میں اس بلا کی سادگی و پُرکاری تھی کہ طرزِ جدید کے پرستاروں میں نادر کے نام کی دھوم مچ گئی۔

نادرؔ کی مشہور نظمیں

ان کی نہایت خوبصورت' سبک اور شگفتہ نظمیں بہت مشہور ہوئیں جن میں ''اکثر شبِ تنہائی میں''۔ ''رات کے بےچین گھنٹے''۔ ''شاعری''۔ ''اے ہمسفر میرے سینے میں دل نہیں''۔ ''بوڑھے دنیا پرست کی موت''۔ ''حسن و عشق'' وغیرہ جیسی بے مثال نظمیں شامل ہیں۔

نادر کے کلام میں سادگی کے ساتھ ساتھ فکر بلند پرواز کے نمونے بھی نظر آتے ہیں۔ اس رنگ میں ''شمع و پروانہ'' ''شعاعِ امید''۔ ''پیکرِ زبان''۔ ''فلسفہ شاعری''۔ ''سیرِ دریا'' وغیرہ ان کی چوٹی کی نظمیں ہیں۔

نادرؔ کے دل میں اپنے ملک کی محبت کا شعلہ بھی موجزن تھا چنانچہ ان کی مشہور نظمیں ''مقدس سرزمین''۔ بہارستانِ ربیع'' اور ''مادرِ ہند'' ان کے جذبۂ حبّ الوطنی پر شاہد ہیں۔

''جذباتِ نادر'' اور ''لالہ رُخ''

نادر اپنے زمانہ کے معروف رسائل ''مخزن''۔ ''ادیب' اور ''زمانہ'' کے محبوب قلمی معاونین میں سے تھے اور ان کی بیشتر نیچرل نظمیں انہیں پرچوں میں چھپی ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام ''جذباتِ نادر'' کے نام سے دو حصوں میں طبع ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایک مثنوی لکھی ہے اور اس کا نام ''لالہ رُخ'' رکھا ہے۔

کلام کی خصوصیات

نادرؔ کے کلام کی ایک خصوصیت درد و اثر ہے اور یہ خصوصیت براہِ راست ان کی پُرسوز طبیعت کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کی سادہ اور شگفتہ زبان بھی قابلِ داد ہے۔ جس نے ان کے فکری نقوش کو بڑے دلکش اور موہ لینے والے انداز میں پیش کرنے میں بڑی معاونت کی۔ ان کی زبان بڑی صاف ستھری اور منجھی ہوئی ہے اس میں تکلف نام کو نہیں۔ کہیں کہیں وہ اپنی ذہانت و پختگی کی بدولت بڑی خوبصورت تشبیہات اور اچھوتی تراکیب استعمال کرتے ہیں۔

نادرؔ کے کلام کی یہ خصوصیات ذیل میں دیے گئے نمونہ کلام میں بھی ظاہر ہیں۔

نمونہ کلام

اب نہ حسرت نہ یاس ہے دل میں
کوئی بھی اس مکان میں نہ رہا
کیا شکایت جو کٹ گئے گاہک
مال ہی جب دکان میں نہ رہا
مر کے رہنا پڑا اب اس میں آہ
جیتے جی جس مکان میں نہ رہا
نادر افسوس قدر دانِ سخن
ایک ہندوستان میں نہ رہا

سہ مصرعی

یہ قصر اور یہ گھر ہے سب چار دن کا
یہ فرشِ معطر ہے سب چار دن کا
تو خاکِ لحد کا بچھونا ہی اچھا

☆

تماشے جہاں کے کبھی کم نہ ہوں گے
زمانہ رہے گا مگر ہم نہ ہوں گے
نہ ہوں ہم، ہمارا نہ ہونا ہی اچھا

☆

کہے جا اسی طرح اشعار نادرؔ!
نہ اشکوں کا ٹوٹے ترے تارَ نادرؔ!
یہ لڑیوں میں موتی پرونا ہی اچھا

نظم----"سیرِ دریا"

سیرِ دریا، لطفِ کشتی اور گھٹا چھائی ہوئی
بڑھ چلی حد سے جوانی جوش پر آئی ہوئی
دست ہائے گل سے کشتی کو بنا کر مہدِ گل
لے چلا تفریح کو عہدِ شباب اور عہدِ گل
کیا سرور افزا نشاط انگیز چھائی ہے گھٹا
بوندیاں پڑتی ہیں یا کیوڑا چھڑکتی ہے گھٹا
بوئے گل کے مختلف کپڑے بدلتی ہے نسیم
پنکھیاں پھولوں کی گویا منہ پہ جھلتی ہے نسیم
لیتی ہے نظارۂ ہر برگ میں لذّت نگاہ
چاٹتی ہے سبزۂ شاداب پر امرت نگاہ
جس طرح دریا میں موجوں سے کوئی کشتی نشیں
کھیلتا ہو ڈال کر پانی میں دستِ نازنیں
کشتی چشمِ طراوت آشنا سے کود کر
تیرتی ہے سبزۂ موّاجِ ساحل پر نظر
دور کوسوں دور جاتی ہے فضائے آب میں
ڈبکیاں کھاتی ہوئی امواج اور گرداب میں

☆☆☆

چین ہے! کیا درحقیقت چین اس کا نام ہے؟
کیا شبابِ چند روزہ کا یہی اک کام ہے؟
عیش کہتا ہے اسے' سمجھا نہ تو مفہومِ عیش
تیرتی ہے بحرِ غم پر کشتی موہوم عیش
تیری کشتی گرچہ او کشتی نشیں! جاتی ہے تیز
کشتی عمرِ رواں اس سے کہیں جاتی ہے تیز
بس ہوا و حرص کی موجوں کو اپنے ساتھ روک
ٹھہر' کشتی پھیر' ہٹّے چھوڑ' اپنے ہاتھ روک
زورِ طوفاں سے کہیں گرداب میں تو آ نہ جائے
دیکھ ساحل سے کہیں کشتی تری ٹکرا نہ جائے
ہے حباب بحر کے مانند انجامِ حیات
ایک غوطہ کھاتے ہی لبریز ہے جامِ حیات
اے حبابِ بحرْ اے پروردۂ آغوشِ موج
تیری ہستی اک جنازہ ہے رواں بر دوشِ موج
لذتِ گہوارہ ہے جس کی تجھے ہر لہر میں
ایک تختہ بھی نہ ابھرا ڈوب کر اس بحر میں
دیکھ ہوتی جا رہی ہے اب گھٹا تاریک تر
اور جھونکے آمدِ طوفاں کی دیتے ہیں خبر
روک ہٹّے' پھیر رخ کشتی کا ناداں' لوٹ آ
جاں دینے کو نہ جا اے دشمنِ جاں! لوٹ آ

نظم-----"حسن و عشق"

تیرگی صبح ازل پر شب کی تھی چھائی ہوئی
دفعۃً اس تیرگی میں محفل آرائی ہوئی
رنگ آمیزی ہوئی اور جلوہ پیرائی ہوئی
اور پھر درکار اک چشمِ تماشائی ہوئی
آفرینش عشق کی خود حسن کی تعریف تھی
ورنہ یہ بزمِ تماشا محفلِ تاریک تھی
دفن تھا زیرِ زمیں گنجینۂ اسرارِ حسن
سربہ مہر اندھیارے تہ خانے میں تھا طومارِ حسن
گرم تھی اندر ہی اندر محفلِ انوارِ حسن
تھا دھواں رہ رہ کے دیتا کوہ آتشبارِ حسن
ناگہاں اک شمع اس محفل میں روشن ہو گئی
ہر شعاع جلوہ باہم جلوہ افگن ہو گئی
ہر وجودِ جلوہ تھا صد مایہ جلوہ بہ حبیب
ہر تماشہ سو طرح سے دل ربا اور دلفریب
ہر ادائے دلربائی غارتِ صبر و شکیب
ایک تو حسن اور پھر اس پر بلا کا جامہ زیب
ذرّے ذرّے سے شرر الفت کا پیدا ہو گیا
آئینے میں حسن اپنا آپ شیدا ہو گیا
جل کے سوزِ شمع پروانہ لگن سے لے اڑا
مر کے بسمل جانِ نو چاکِ کفن سے لے اڑا
ہر گلِ تازہ کو اک بلبل چمن سے لے اڑا
ہر پری کو ایک دیو اس انجمن سے لے اڑا
ذرہ ذرہ سے تھی پیدا شانِ حسن و طورِ عشق
چل گیا اس میکدے میں اک سرے سے دورِ عشق
عشق کس کا؟ عشق مر کر خاک ہو جانے کا عشق!
ڈوب کر یا آہ جل کر پاک ہو جانے کا عشق
آب و آتش پر خس و خاشاک ہو جانے کا عشق!
بحر میں اک دیدۂ نمناک ہو جانے کا عشق
عشق کیا ہے؟ حسن کا اک خونچکاں افسانہ ہے
عشق کا جو ظرف ہے وہ حسن کا پیمانہ ہے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

یہود کی آبادی۔ عالمی پس منظر اور پیش منظر

محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی

یہود اور مسلمانوں کی مشرق وسطیٰ میں چپقلش عالمی سیاست کا ایک اہم باب ہے۔ سیاسی مفادات کے علاوہ اس خطے سے مسلمانوں کے مذہبی مفادات بھی وابستہ ہیں۔ اس مضمون میں صرف آبادی کے لحاظ سے اس تنازعہ کے بعض پہلو اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال کو پیش کیا گیا ہے۔ اس جائزے سے ایک طرف قرآنی پیشگوئیوں کی صداقت واضح ہوگی تو دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی نصائح کی اہمیت اور ان کے نہایت قوی اور دوررس نتائج پر بھی روشنی پڑے گی۔

قرآن کریم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں یہود ہر طرف سے جمع کر کے فلسطین میں لائے جائیں گے ﴿جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا﴾۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی میں بتا دیا گیا تھا، خود الٰہی تقدیر ہی اس بات کا انتظام فرما رہی ہے کہ یہود سب دنیا سے فلسطین میں جمع ہوں اور یہود کو اس بات پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ جمع ہوں۔ اس مجبوری کی وجہ ان کی قلیل تعداد ہے۔

ایک یہودی مملکت کا وجود اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس میں یہود کی اکثریت ہو۔ چنانچہ اسرائیل کے قیام سے بھی پہلے ہی سے یہود کو وہاں جمع کرنے کے وسیع اور جامع منصوبے بنائے گئے اور روتھ شیلڈ وغیرہ امیر یہودیوں نے بیش بہا پیسہ خرچ کر کے مسلسل عربوں سے زمینیں خرید کر یہود کو ان پر بسایا۔ اسرائیل کے قیام کے ساتھ ہی نازی جرمنی سے تنگ آکر بھاگے ہوئے یہود کی صورت میں لاکھوں یہودی آباد کار بھی مہیا ہو گئے اور اسی دوران مسلمانوں پر نہایت ہی سفاکانہ مظالم ڈھا کر انہیں فلسطین سے ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ قریباً سات لاکھ فلسطینی ارض مقدس سے ہجرت کر گئے یا جنگ میں مارے گئے اور اس طرح فلسطین میں یہود کی اکثریت کی حامل ایک مملکت قائم ہوگئی۔ اسرائیل کی بقا اور اس کے یہودی تشخص کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں ہمیشہ آبادی کا تناسب بھاری اکثریت کے ساتھ یہود کے حق میں رہے۔ لیکن اسرائیل میں جو مسلمان باقی بچ رہے تھے ان میں آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے اولاد کی کثرت کی وجہ سے تیزی سے اضافہ ہوتا رہا اور اس طرح یہود کو یہ خطرہ درپیش ہوا کہ اسرائیل میں مسلمانوں کی تعداد کچھ ہی عرصے میں یہود سے بڑھ جائے گی۔ اس خطرہ کو ٹالنے کے لئے یہود اس بات پر مجبور ہیں کہ مسلسل ساری دنیا سے یہود کو لا لا کر اسرائیل میں آباد کریں۔ چنانچہ مختلف معاہدوں کے ذریعہ سے بھی (مثلاً ایتھوپیا سے) اور دیگر ذرائع سے بھی یہود یہاں آکر آباد ہوئے اور اس طرح مسلسل قرآنی پیشگوئی پوری ہوتی رہی۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں سابقہ سوویٹ یونین سے آنے والے مہاجرین کی صورت میں قریباً ایک ملین یہود کو اسرائیل میں آباد کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں اسرائیل میں یہود کی تعداد ۳ء۳ ملین تھی جو کہ ۱۹۹۰ء تک بڑھ کر ۳ء۹۵ ہوگئی جبکہ ۲۰۰۰ء تک اسرائیل میں ۴ء۹۵ ملین یہودی آباد ہو چکے تھے اور یوں اس وقت تک اسرائیل میں یہود کی تعداد کل دنیا میں آباد یہود کا ۴۰ فی صد ہو چکی ہے اور اس میں اضافہ جاری ہے۔

(Central Bureau of Statistics Israel)

مسلمانوں کو فلسطین جا کر آباد ہونے کی اجازت نہیں اور کئی فلسطینی ہجرت کر کے یورپ یا عرب ممالک چلے جاتے ہیں لیکن پھر بھی مسلمانوں میں شرح پیدائش یہود کی نسبت اتنی زیادہ ہے کہ ان کا آبادی میں تناسب مسلسل بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد اسرائیل نے مغربی اردن اور غزہ کی پٹی وغیرہ کئی عرب علاقے ہتھیا لئے تھے، اقوام متحدہ کی قراردادوں اور ہر قسم کی کوششوں کے باوجود اسرائیل ان علاقوں کے واپس کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ لیکن اب آبادی کا تناسب اس تیزی کے ساتھ مسلمانوں کے حق میں ہوتا جا رہا ہے کہ اسرائیل اس بات پر مجبور ہو چکا ہے کہ وہ کم از کم عرب اکثریت کے بعض علاقوں سے نکل جائے۔ خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ انتہائی گنجان آبادی (قریباً 3100 افراد فی مربع کیلومیٹر جبکہ اسرائیل میں صرف 283) اور غربت کے باوجود ساری دنیا میں سب سے زیادہ شرح پیدائش غزہ ہی میں ہے (۷ء۳ بچے فی عورت)۔ اگر اسرائیل اور اس کے مقبوضہ علاقوں کی آبادی کا کل تناسب دیکھا جائے تو ۲۰۰۴ء میں فلسطینی آبادی یہودی آبادی سے بڑھ چکی ہے۔ بالفاظ دیگر اسرائیل کے زیر تسلط علاقوں میں اب یہود اقلیت میں تبدیل ہو چکے ہیں! یہی وجہ ہے کہ اسرائیل نے یک طرفہ طور پر بعض عرب علاقوں سے نکلنے کا عمل شروع کیا ہے۔ اس سلسلے میں جو منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس کے مطابق فلسطینی علاقوں کو اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ان میں اسرائیل کی اجارہ داری قائم رہے اور اسرائیل جب چاہے مزعومہ فلسطینی ریاست کو بعض سڑکوں اور سرنگوں کے بند کرنے سے کئی حصوں میں تقسیم کر دے جن کا آپس میں کوئی رابطہ نہ ہو۔ اس طرح گو ایک فلسطینی ریاست وجود میں آجائے گی لیکن وہ ہر وقت اسرائیل کے رحم و کرم پر ہوگی اور اسرائیل کی مرکزی ریاست میں یہود کی اکثریت بھی قائم رہے گی، کیونکہ مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اس نئی فلسطینی مملکت میں ہوگا۔

لیکن بات پھر بھی بنتی نظر نہیں آتی! اگر صرف اسرائیل اور یروشلم کو دیکھیں، یعنی وہ علاقے جن سے اسرائیل کبھی دستبردار نہیں ہوگا، تو بھی صورتحال یہود کے لئے کافی پریشان کن ہے۔ ۲۰۰۴ء کے آغاز میں اسرائیل میں (مقبوضہ علاقوں کو چھوڑ کر) ۱ء۷۰ ملین مسلمان آباد تھے جو کہ اسرائیل کی کل آبادی (۶ء۵۷ ملین) کا ۱۶فی صد ہے۔ اسرائیل میں مسلمانوں کی آبادی میں سالانہ اضافے کی شرح ۳ء۴ فی صد جبکہ یہود میں یہ شرح ۱ء۴ فی صد ہے۔ اس لئے خود اسرائیل کے متعلقہ ادارہ شماریات کے خیال میں ۲۰۲۰ء تک مسلمان اسرائیل کی آبادی کا ۲۱ تا ۲۴ فی صد ہو جائیں گے جبکہ یہود کا تناسب ۷۴ فی صد یا اس سے کم رہ جائے گا۔ اور اگر یہ صورت حال جاری رہی تو ایک دن خود اسرائیل کے اندر بھی یہودی اقلیت میں چلے جائیں گے! یہی وجہ ہے کہ موجودہ اسرائیلی وزیراعظم شارون نے اپنا یہ ہدف مقرر کیا ہے کہ وہ ایک ملین یہودی مزید لا کر اسرائیل میں بسائیں گے۔ اسی مہم کا ایک حصہ شارون کا وہ بیان ہے جس میں فرانس کے یہود سے پر زور اپیل کی گئی ہے کہ وہ فوراً فرانس چھوڑ کر اسرائیل آکر آباد ہوں۔ اس کے لئے ان ممالک میں یہود کو طمع بھی دی جاری ہے اور خوف بھی۔ چنانچہ فرانس میں بھی مسلمانوں کی جانب سے یہود کو خطرے کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ کچھ دن پہلے جب ایک عورت نے مسلمانوں پر جھوٹا الزام لگایا کہ انہوں نے اس پر حملہ کیا ہے تو صدر شیراک سے لے کر مقامی مئیر اور پارلیمنٹ تک سب نے بغیر تحقیق کے اس واقعہ کی مذمت کی۔ بعد میں پتہ چلا کہ سارا قصہ ہی جھوٹا تھا۔ فرانس کے بعد بلجیم، برطانیہ اور ارجنٹینا میں بڑی تعداد میں یہود آباد ہیں اس لئے قرین قیاس ہے کہ اب ان مملک سے یہود کو اسرائیل لا بسانے کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر بعض ممالک سے یہودی اسرائیل لائے جائیں گے تو ان ممالک میں یہود کا اثر و رسوخ کم ہو جائے گا۔

اسرائیل سے باہر یہودی آبادی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اسرائیل کے بعد سب سے بڑی یہودی آبادی امریکہ میں موجود ہے جہاں ساڑھے پانچ ملین سے زائد یہود آباد ہیں۔ اس کے بعد بالترتیب فرانس (6 لاکھ)، روس (ساڑھے 5 لاکھ)، یوکرائین (4 لاکھ)، کینیڈا (3 لاکھ 60 ہزار)، برطانیہ (3 لاکھ)، ارجنٹینا (اڑھائی لاکھ)، برازیل (1 لاکھ 30 ہزار) اور اسٹریلیا و جنوبی افریقہ (ایک، ایک لاکھ) کا نمبر ہے۔

۱۹۶۵ء میں امریکہ میں امیگریشن کے قوانین میں تبدیلیوں کے بعد سے امریکہ میں بھی یہود اور مسلمانوں کی آبادی کا تناسب بدل رہا ہے۔ اس وقت دونوں کی تعداد قریباً برابر ہو چکی ہے۔ لیکن یہود کا اثر رسوخ مسلمانوں سے بہت ذیادہ ہے۔ اس رسوخ کا اندازہ Haaretz کی ۲۹ جون ۲۰۰۴ کی اشاعت سے ہوتا ہے جس کے مطابق امریکی سینیٹ 10 فی صد یہودی ہے، بلند پایہ امریکی یونیورسٹیوں کے صدور کی اکثریت یہودی ہے، یونیورسٹی کی فیکلٹیوں اور مشہور کالجوں میں ۳۰ سے ۴۰ فی صد تک یہودی موجود ہیں، اعلیٰ سطح کے دانشوروں، مصنفین اور جرنلسٹ اور ناشروں کی بھی ایک بڑی تعداد یہودی ہے۔ یہود کے گھٹتے ہوئے تناسب میں ایک اہم بات یہود کا عیسائیوں سے شادیاں کرنا بھی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک بڑی تعداد میں ان کی اولادیں اپنی یہودی جڑوں سے دور چلی جاتی ہیں جبکہ اسلامی احکام کے باعث مسلمان عورتیں عیسائیوں سے شادی نہیں کرسکتیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کی نسل محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ اگر امریکہ کی مثال دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۳ تک یہود میں جتنی بھی شادیاں ہوئیں ان میں ۴۷ فی صد شادیاں غیر یہود کے ساتھ کی گئیں۔ اس کا نتیجہ یوں ظاہر ہوا کہ وہ گھرانے جہاں ماں باپ دونوں یہودی ہیں ان میں ۹۶ فی صد گھرانوں کے بچے بھی یہودی تربیت پاتے ہیں جبکہ ان گھروں میں جہاں ماں باپ میں سے صرف ایک یہودی ہے یہ تناسب صرف ۳۳ فی صد ہے۔ (USAToday 10. Sep. 2003)

یہود اس وقت ایسی مایوسی کی کیفیت میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ ٹرانسفر آف پاپولیشن کے نام سے ایک نہایت ہی سفاکانہ اور ظالمانہ منصوبہ بنا چکے ہیں۔ اس منصوبے کے مطابق لاکھوں کی تعداد میں اسرائیل اور مقبوضہ علاقوں میں آباد مسلمانوں کو صریح ظلم و تعدی سے دھکیل باہر کرنا مقصود ہے خواہ ان کو اردن یا شام یا کسی اور جگہ دھکیل دیا جائے۔ اس وقت عالمی حالات اس بات کی اجازت نہیں دے رہے کہ اس منصوبے پر عمل کیا جائے لیکن آئندہ کسی وقت یہود اس پر عمل کر سکتے ہیں۔

یورپ میں بھی مسلمانوں کی تعداد یہود سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے اور مسلسل بڑھ رہی ہے، خصوصاً جرمنی، بلجیم، فرانس، اور برطانیہ میں۔ یورپ میں شرح پیدائش کم ہونے کے باعث، یورپ اس بات پر مجبور ہے کہ وہ تیسری دنیا کے ممالک سے آنے والوں کے لئے اپنے دروازے کسی نہ کسی حد تک کھلے رکھے۔ ان آنے والوں میں مسلمانوں کی ایک مخصوص تعداد بھی شامل ہے۔ اس وجہ سے اور یورپ میں آباد مسلمانوں میں شرح پیدائش دوسروں کی نسبت زیادہ ہونے کی وجہ سے آبادی میں مسلمانوں کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ جلد یا بدیر مگر بہر حال مسلمانوں کی تعداد اور ان کے ووٹ ان ممالک کے سیاستدانوں کو اس بات پر مجبور کر دیں گے کہ وہ شرق اوسط میں اپنی خارجہ حکمت عملی کو تبدیل کریں۔ اور یہی امر آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بیان فرما دیا ہے، یعنی ایک وقت آئے گا کہ یہود پتھروں یا چٹانوں (جن سے مراد طاقتور ممالک یا اقوام ہوتی ہیں) کے پیچھے پناہ لیں گے لیکن وہ ان کو پناہ دینے سے انکار کر دیں گے اور خود مسلمانوں کو کہیں گے کہ دیکھو ہمارے پیچھے یہودی ہیں ان کو مارو۔

نتائج

اس مضمون سے ایک طرف تو موجودہ صورت حال سے قارئین کو آگاہ کرنا پیش نظر تھا اور ساتھ ہی یہ دکھانا بھی کہ کس طرح تقدیر الٰہی خود ہی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کا ایسا انتظام کر رہی ہے کہ کسی میں اس کو بدلنے کی طاقت نہیں خواہ کوئی کتنا ہی پیچ و تاب کیوں نہ کھائے۔ لیکن دوسری طرف یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی

مارکیٹ برائے فروخت

جامعہ احمدیہ ربوہ کے بالکل سامنے 20 دوکانوں پر مشتمل ''شاہین مارکیٹ'' برائے فروخت ہے۔
خواہشمند احباب حسب ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں:
ربوہ (پاکستان): (04524)211444
جرمنی: (49) 0615883037

عورتوں سے نکاح کرو جن کے ہاں اولاد زیادہ ہو کیونکہ قیامت کو میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا تو اس سے مسلمانوں کے عظیم الشان قومی مفاد وابستہ ہیں۔ ہم احمدیوں کے لئے بھی اس میں نہایت ضروری نصیحت ہے۔ جس تیز رفتاری سے آئندہ جماعت پھیلنے والی ہے اس کے پیش نظر یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پیدائشی احمدیوں کی، جن کی پوری تعلیم وتربیت کی گئی ہو، ایک بہت بڑی ایسی تعداد موجود ہو جو سلسلہ عالیہ کی تعلیمات کو ان کی اصل شکل میں محفوظ رکھنے والی ہو۔ وگرنہ ایسے پھیلاؤ کے وقت یہ سخت خطرہ ہوتا ہے کہ نئی داخل ہونے والی اقوام اپنے پرانے غلط خیالات کو ساتھ لائیں اور دین کو بگاڑ دیں جیسا کہ پہلے حضرت عیسیٰؑ کی حیات وممات کے عقیدہ کی نسبت ہو چکا ہے۔ اسی طرح اسلام میں عورتوں کو جو صرف مسلمانوں سے شادی کی اجازت دی گئی ہے اس کی حکمت اور اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔

{(ہم احمدیوں کو خصوصیت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق اس بات کی شدت سے پابندی کرنی چاہئے کہ نظام جماعت کے مطابق احمدیوں میں ہی رشتے طے کئے جائیں اور اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی اچھی تربیت کے ذریعہ انہیں نظام خلافت کے مضبوط بندھن میں باندھا جائے اور دینی اقدار وروایات کی مکمل پابندی کی جائے تا کہ ہم ایسی اکثریت بنیں جس پر آنحضرت ﷺ قیامت کے دن فخر کریں اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں۔ (مدیر)}

بقیہ: جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ
از صفحہ نمبر ۴

اسلام ہے، جو ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہو اور دنیا اُسے دیکھ کر توبہ کرے اور جب اُس اسلام کو چھوڑا جائے تو وہ اسلام مرغوب ہو جائے اور شہرت پا جائے اور دنیا بڑے شوق سے ولولوں کے ساتھ اُس کی طرف آگے بڑھے اور اُس کے دامن میں پناہ ڈھونڈنے لگے۔ یہ منطقی نتائج ہیں ان پر غور کریں۔ برق صاحب کوئی جماعت کے مداحوں میں سے نہیں بلکہ جماعت اسلامی کے زیر اثر پرورش پانے والے انسان ہیں جنہوں نے ہمیشہ کھل کر جماعت اسلامی کی تائید کی ہے۔ اس کے باوجود اسلام نافذ کرنے کی ان تمام کوششوں کا انہوں نے ایک مشہور قانون دان کے طور پر بڑی معقول زبان استعمال کرتے ہوئے نتیجہ نکالا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے...... اگر آج ہم اسلام سے علیحدگی کا اعلان کر دیں تو یورپ کا بڑا حصہ حلقہ بگوش اسلام ہو سکتا ہے۔ جب وہ اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں جن پر ''اسلامی ممالک'' کا لیبل لگا ہوا ہے تو اُن کے قدم اسلام کی طرف بڑھنے سے رُک جاتے ہیں۔ اشاعت اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہم خود ہیں۔''

(اسلام اور عصر رواں ۔مؤلفہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ،صفحہ 176بحوالہ ملاقاتیں از الطاف حسن ۔صفحہ 50۔ناشر :شیخ غلام علی اینڈ سنز۔لاہور)

سیّد قیصر شیرازی صاحب کا جائزہ یہ ہے جو ''اخبار وطن لندن'' کے 13 تا 19 جولائی 1991ء کے شمارہ میں چھپنے والے ایک مقالے میں سے لیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

''میں سال رواں کے ایک ایک لمحے اور ایک ایک پل کا شمار کر رہا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے چاروں طرف آگ بھڑک رہی ہے، بارود کا دھواں پھیلا ہوا ہے، بموں کے دھماکے ہو رہے ہیں، انسانی چیخ وپکار کا شور برپا ہے، گولیاں چل رہی ہیں، مار دھاڑ ہو رہی ہے، لوٹ مار کا بازار گرم ہے، سائے ناچ رہے ہیں، پُتلے مچل رہے ہیں اور وحشت ودرندگی کی اس فضا میں شہری سہمے سہمے، خوفزدہ اور حیران بیٹھے ہیں۔ یا اللہ! یہ سب کیا ہے؟ قیامت اور کیا ہوگی؟ عذاب الٰہی نازل ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔''

سوال یہ ہے کہ جو کچھ پاکستان میں ہوا اگر یہ اسلام کی خدمت تھی تو آپ لوگوں کا خدا کیسا خدا ہے جس کے دین کی آپ نے ''خدمت'' کی ہے اس ''خدمت'' کے نتیجہ اس نے آپ کے حالات کو بد سے بدتر بنا دیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خدا تو ایسا نہیں تھا۔ وہ ادنیٰ ادنیٰ خدمتوں کو حیرت انگیز احسانات سے نوازتا تھا۔ کسی نے ایک روٹی کی قربانی پیش کی ہے تو اموال میں ایسی برکتیں دی گئیں کہ نسلاً بعد نسلٍ اُن برکتوں سے اُن کی اولادوں نے کھایا اور پھر بھی وہ ختم نہیں ہوئیں۔ کسی نے معمولی عزّت کی قربانی دی تو عزّتوں میں ایسی برکت دی گئی کہ معمولی معمولی چرواہے تاج وتخت کے مالک بنا دئے گئے۔ یہ وہ خدا ہے جو اپنی راہ میں قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے، اُن سے محبت اور پیار کے سلوک کرتا ہے۔

اگر تم سچّے ہو تو یہ تم لوگوں کا خدا کیسا ہے۔ یقیناً تم جھوٹے ہو اور سچے نہیں کیونکہ اگر تم سچّے ہوتے تو خدا کا تم سے ایسا سلوک نہ ہوتا۔ پس میں تمہارے محاورے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تمہارا خدا کیسا خدا ہے کہ جتنی خدمت کرتے ہو اُتنی جوتیاں مارتا ہے اور ایسا ذلیل اور رسوا کرتا ہے اور ناراضگی اور عذاب کے ایسے کوڑے برساتا ہے کہ ساری قوم اُس سے بلبلا اٹھی ہے اور چیخ رہی ہے اور کوئی چارہ نہیں پا رہی، کوئی نجات کی راہ نہیں پا رہی۔ یہ اسلامی مملکت ڈاکوؤں کی مملکت بن گئی۔ یہ 'اسلامی مملکت' بچے چُرانے والوں کی مملکت بن گئی۔ معصوم عورتوں کی عزّتیں لوٹنے والوں کی مملکت بن گئی۔ ایسی مملکت بن گئی جہاں قانون کے رکھوالے سب سے زیادہ قانون کی حدود میں رہنے والوں کے امن پر ڈاکے مارتے ہیں اور سب سے زیادہ ان کی حمایت کرتے ہیں جو قانون شکن ہیں۔

پاکستان کے حالات تو اب ایسے کُھلے کھلے واضح حالات ہیں کہ اندھیری سے اندھیری رات کی سیاہی کبھی ایسے واضح نہیں ہوئی جیسے پاکستان کے دنوں کی سیاہیاں واضح ہیں۔ اور اندھیر نگری کا ایسا عالم ہے کہ پاکستان کا کوئی باشندہ ایسا نہیں رہا جو اس پر شور نہ ڈال رہا ہو، پکار نہ کر رہا ہو کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ تم نے خدا تعالیٰ کی اور دین کی کیا خدمت کی ہے جس کے نتیجہ میں یہ سزائیں مل رہی ہیں کہ 1974ء کے بعد سے آج تک پھر اس ملک کو امن نصیب نہیں ہوا۔ وہ ''خدمت'' واضح ہے۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

بقیہ: نادر کاکوروی از صفحہ نمبر 9

نظم---"شعاع امید"

زندگی کیا ہے بس اک دور تسلسل کا ہے نام
یہ امیدوں کی سحر اور آہ یہ حرماں کی شام
اک سمندر کا سفر ہے ہم کو اس دن رات میں
تیرتی جاتی ہے کشتی نور اور ظلمات میں
ہٹ گیا پھر ابر اور پھر سایہ افگن ہو گیا
پھر اندھیری چھا گئی پھر روز روشن ہو گیا
اے امید! اے غم غلط کن! اے مسرت آفریں!
اے متاع زندگی! اے مایۂ جانِ حزیں!
اے شعاعِ رہنمائے کشتی بحرِ وجود!
کس قدر ہے قوّت افزا دور سے تیری نمود
لیکن اے امید! تو اتنا تو بتلا دے مجھے
آنیوالی زندگی دیتی ہے کیوں دھوکے مجھے
کون جانے لے چلے کس راہ پر قسمت مجھے
یعنی دے عزت مجھے یا آہ! دے ذلّت مجھے
موتیوں کا نرخ اب بازار میں اچھا نہیں
کوڑیوں کے مول کوئی پوچھنے والا نہیں
لائے جنس بے بہا بھی ہم تو کیا لائے یہاں
اٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے یہاں
اس ہجومِ یاس میں دیتی ہے تو ہمّت مجھے
اور کہتی ہے دکھا کر اک درِ دولت مجھے
اپنے گھر کی چار دیواری سے تو باہر نکل
سامنے وہ قدرداں بیٹھے ہیں ان کے پاس چل
بس یہی تیری ادا ہم کو بہت خوش آئی ہے
تو نے اچھی شکل ہی دکھلائی جب دکھلائی ہے
زیں بہارِ روح پرور بلبلِ دل شاد باد
یا رب! ایں معمورۂ امیدِ ما آباد باد
اے مری خوں گشتہ امید! اے مری کھوئی ہوئی!
اے زمانہ کی اندھیری قبر میں سوئی ہوئی!
میری لوحِ دل پہ کندہ سالِ رحلت ہے ترا
اور ہر آنسو مرا تابوتِ میّت ہے ترا
عیش کے تجھ سے کہیں جلسے کہیں ماتم کے ہیں
رونے والے ہنسنے والے سب ترے ہی دم سے ہیں

امدادی کتب

۱۔ جدید شعرائے اردو۔ ڈاکٹر عبدالوحید
۲۔ ہسٹری آف اردو لٹریچر۔ رام بابو سکسینہ

❁❁❁❁❁

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8870 8517

Fax Number:
020 8870 5234

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ۔

(مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

بقیه:رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ۱۶

سرسبز وشاداب ہے۔حضور انور نے اس جگہ کو بہت پسند فرمایا۔

معائنہ کے بعد حضور انور نے اس موقع پر موجود تمام احباب کوشرف مصافحہ سے نوازا اور تمام بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔اس کے بعد حضور انور خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔حضور انور نے تمام بچیوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائے۔

9 بجے حضور انور نے مغرب وعشا کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اس مسجد کی تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور نے ہمیں سال میں پانچ مساجد کی تعمیر کا پلان دیا تھا۔الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم نے سال میں پانچ مساجد تعمیر کر دی ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر میں ساڑھے چھ ماہ لگے ہیں ۔یہاں احباب جماعت نے دن رات کام کیا ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ تین ہفتہ قبل جب مَیں یہاں آیا تھا تو نہ یہ گنبد تھا اور نہ مینارہ اور بہت سارا کام ہونے والا تھا۔

ایک کام کرنے والے دوست نے مجھے بتایا کہ ان کی اہلیہ انہیں کہہ رہی تھیں کہ جب تک مسجد کی تعمیر کا کام مکمل نہ ہو آپ گھر نہ آئیں۔تو اس طرح جماعت کی دن رات کی محنت سے یہ مسجد مکمل ہوئی ہے ۔

مکرم امیر صاحب جرمنی کے تعارفی خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر میں غیر معمولی طور پر وقار عمل کے ذریعہ حصہ لینے والوں کو اسناد خوشنودی عطا فرمائیں۔اس کے بعد حضور انور نے احباب سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے تشہد تعوذ کے بعد فرمایا کہ:

''الحمدللہ ! کہ جرمنی کی جماعت کو اس سال مَیں نے پانچ مساجد بنانے کا جو ٹارگٹ دیا تھا اس کو انہوں نے پورا کیا اور یہ مسجد اس ٹارگٹ کی تکمیل کی اس سال کی آخری مسجد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ'' مساجد جس مقصد کے لئے بنائی جاتی ہیں وہ ہر ایک کو پتہ ہے۔ ہر احمدی کو اس کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی جو غرض بتائی ہے وہ یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جائے ۔تو وہ احمدی جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو امام الزمان مانا اور یہ عہد کیا کہ ہم بیعت میں آ کر اپنی اصلاح کریں گے ۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دیں گے اور پہلے سے بڑھ کر عباد الرحمٰن بننے کی کوشش کریں گے تو کسی احمدی کے بارہ میں یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نمازیں ادا کرنے والا نہ ہو۔لیکن مساجد کی آبادی کی طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ اس طرف پوری کوشش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ'' ایک احمدی کا طرّہ امتیاز یہی ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ وہ باجماعت نمازی ہو اور اگر یہ نہیں تو پھر جو عہد آپ نے کیا ہے اس عہد کو آپ پورا کرنے والے نہیں ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ امیر صاحب نے یہاں ذکر کیا ہے کہ صدر صاحب جماعت نے کہا ہے کہ فجر کی نماز کے لئے مسجد کھلے گی۔ انہوں نے اس کا وعدہ کیا ہے۔حضور نے فرمایا کہ فجر اور عشاء کی نمازوں پر تو بڑا زور دیا گیا ہے ،بڑی تلقین کی گئی ہے ۔آنحضرت ﷺ جو مجسم رحمت تھے ، انسان تو خیر علیحدہ رہا، کسی دوسری مخلوق کی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے ۔لیکن آپ نے فرمایا کہ جو لوگ گھروں میں سوئے رہتے ہیں، نماز کے وقت اٹھ کر نہیں آتے ، میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی کو کھڑا کروں اور لکڑیوں کا گٹھا لے کر جاؤں اور ان گھروں کو آگ لگا دوں۔تو اس لحاظ سے احمدیوں کو سوچنا چاہئے ،فکر کرنی چاہئے ،غور کرنا چاہئے کہ آیا ہم جو اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں وہ کر بھی رہے ہیں یا نہیں۔

حضور نے فرمایا تو میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے، یہ کوئی وعدہ نہیں ہے کہ ہم فجر کی نماز کے لئے مسجد کھولیں گے۔ یہ تو فرض ہے اس کو پورا نہ کر کے گنہگار ہو رہے ہوں گے۔ اس لئے فجر سے عشاء تک ہر نماز کے لئے مسجد کھلی ہونی چاہئے۔ اور فجر اور عشاء کی حاضری بھی اچھی ہونی چاہئے۔ اور باقی نمازوں پر بھی جو لوگ گھروں میں موجود ہوں ان کو چاہئے کہ مسجد کو آباد رکھیں ۔نہیں تو ایک لکڑی ، پتھر، اینٹ اور لوہے کا اسٹرکچر کھڑا کر دینے سے تو کامیابیاں حاصل نہیں ہو جایا کرتیں۔ اس لئے اس پر خاص توجہ دیں اور یہ جو ایک نشان بنایا ہے اور عمارت کھڑی کی ہے آپ نے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور ان احکامات پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنے والے ہیں ، ہم اس مسجد کو آباد بھی کریں گے، اس کو ہمیشہ اللہ کی عبادت سے ہر وقت بھرے رکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکانے والے ہوں گے اور یہ مسجد اس علاقہ میں امن کا نشان بھی ہوگی، سلامتی کا نشان بھی ہوگی اور اس علاقہ میں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی تبلیغ کا باعث بھی بنے گی۔

حضور نے فرمایا کہ امیر صاحب جرمنی نے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ایک بیعت ہر مسجد کے ساتھ پیش کریں گے اور خدا کرے کہ سو بیعتیں ہو جائیں جو سو مساجد بنیں ۔تو یہ اتنا Under estimate نہ کریں ۔امیر صاحب اپنے آپ کو بھی اور نہ جرمنی جماعت کو۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں تو کہتا ہوں کہ ہر مسجد جو بنے اس کے ساتھ ہزاروں بیعتیں آپ پیش کرنے والے ہوں تو اگر اس سوچ کے ساتھ بڑے ٹارگٹ آپ رکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں ۔اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا ہے تو بڑھ کر مانگیں ۔ اتنی چھوٹی چھوٹی حدّیں کیوں مقرر کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ دوسرے انہوں نے کہا ہے کہ اس خلافت کے دور میں سو مساجد کا وہ وعدہ جو خلافت رابعہ کے دور میں کیا تھا اس کو پورا کرنے والے ہوں۔حضور نے فرمایا کہ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ عہد کریں کہ سو مساجد کیا وہ تو ہم چند سالوں میں بنالیں گے اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خلافت خامسہ کے اس دور میں تو ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے۔تو یہ عہد آپ کریں تو اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ آپ کی مدد بھی کرے گا اور اللہ تو کہتا ہے کوشش کرو اور مجھ سے مانگو اور مَیں دوں گا۔

امید ہے انشاء اللہ اپنے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنے ٹیلنٹ بھی بڑھائیں گے اور اپنی کوشش بھی بڑھائیں گے ۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے۔ جزاک اللہ۔

اس خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''بیت السبوح'' فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہوئے اور رات سوا دس بجے 'بیت السبوح'' پہنچے۔

مورخہ 8/ستمبر 2004ء بروز بدھ:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد بیت السبوح (فرینکفورٹ) میں نماز فجر پڑھائی۔ دس بجے حضور انور نے مکرم عبیداللہ باجوہ صاحب مرحوم، نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم نے 7/ستمبر 2004ء کو وفات پائی ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے اور بعض دفتری امور سرانجام دئے ۔ ساڑھے دس بجے حضور انور برسلز (بلجیم) روانگی کے لئے باہر تشریف لائے ۔احباب جماعت مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔ اور ہر طرف سے 'السلام علیکم' حضور کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بچیاں کورس کی شکل میں نظم 'جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر' پڑھ رہی تھیں ۔حضور انور نے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے ہاتھ ہلا کر سب کے نعروں اور سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد حضور انور مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم مبارک احمد صاحب تنویر مبلغ جرمنی کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے مہمانوں کے لئے مخصوص گیسٹ ہاؤس کا بھی معائنہ فرمایا۔

10:35 پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ فرینکفورٹ (جرمنی) سے برسلز (بلجیم) کے لئے روانہ ہوا۔فرینکفورٹ سے برسلز کا فاصلہ قریباً 380 کلومیٹر ہے ۔راستہ میں دو گھنٹہ کے سفر کے بعد 20 منٹ کے لئے ایک پارکنگ ایریا میں رکے پھر وہاں سے روانہ ہو کر دوپہر 1:30 پر برسلز کے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' پہنچے۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جونہی حضور انور گاڑی سے اترے مکرم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت بلجیم اور مبلغ سلسلہ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ دو بچوں نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔احباب جماعت نے استقبالیہ نعرے بلند کئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔حضور انور نے ہاتھ بلند کر کے سب کے نعروں اور سلام کا جواب دیا۔

فرینکفورٹ سے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی ، مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی ، مکرم زبیر خلیل خان صاحب نائب امیر جرمنی اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور خدام کی ایک سیکورٹی کی ٹیم حضور انور کو بلجیم تک چھوڑنے ساتھ آئی تھی۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور نے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' کے احاطہ میں اس مارکی میں جو جلسہ سالانہ کے لئے تیار کی گئی تھی ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ بلجیم کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ مردانہ وزنانہ جلسہ گاہ اور رہائش کے لئے مخصوص جگہوں ، کھانا کھانے کی مارکی اور دفاتر اور تراجم کے لئے مخصوص جگہوں کا معائنہ فرمایا۔حضور انور نے لنگر خانہ کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس وقت کارکنان شام کے کھانے کے لئے دال پکا رہے تھے ۔ کارکنان نے حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا کہ کہ دوپہر کو آلو گوشت پکایا تھا۔حضور انور نے فرمایا جلسہ کی روایت کے مطابق دوپہر کو دال اور شام کو آلو گوشت پکائیں۔

سات بجے شام حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سوا آٹھ بجے تک جاری رہیں ۔ بلجیم کی مختلف جماعتوں سے 37 فیملیز کے 165 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

آج شام جماعت احمدیہ بلجیم کی طرف سے رات کے کھانے کے لئے BBQue کا پروگرام تھا۔ جس میں قافلہ کے ساتھ جرمنی سے آنے والا وفد بھی شامل ہوا۔ ملاقاتوں کے بعد حضور انور اس مارکی میں تشریف لے گئے جو اس غرض کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ قریباً 9 بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ حضور انور کے ساتھ مکرم امیر صاحب جرمنی ، امیر صاحب بلجیم اور امیر صاحب ہالینڈ بیٹھے ہوئے تھے۔حضور انور ان امراء کرام سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔

9:05 پر حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کے بعد جرمنی سے آنے والے وفد نے حضور انور سے الوداعی شرف مصافحہ حاصل کیا ۔ جرمنی سے آنے والا وفد رات ساڑھے نو بجے واپس فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہوا۔

مورخہ 9/ستمبر 2004ء بروز جمعرات:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد بیت السلام برسلز (بلجیم) میں نماز فجر پڑھائی۔

دو بجے حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔اس سے قبل حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

شام سات بجے نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ بلجیم کے ساتھ میٹنگ کا آغاز ہوا۔حضور انور نے دعا کے بعد باری باری مجلس عاملہ کے تمام سیکرٹریان سے تعارف حاصل کیا۔ ان کے کام اور ان کے شعبہ کے پروگراموں اور آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کا جائزہ لیا۔ جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ حضور انور نے ہر شعبہ کے سیکرٹری کو تفصیلی ہدایات دیں کہ آپ نے کن لائنوں پر اور کس طرح کام کو آگے بڑھانا ہے۔

حضور انور نے جنرل سیکرٹری صاحب کو ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ ریکارڈ موجود ہونا چاہئے کہ

بلجیم کی جو بارہ جماعتیں ہیں اور آپ کی جو کل تجنید ہے اس میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو مسجد/مشن سے رابطہ رکھتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کا رابطہ نہیں ہے۔ موصیان کی تعداد اور وصیت کے موجودہ بجٹ اور فی کس چندہ کے حساب کے بارہ میں بھی حضور انور نے جائزہ لیا اور تفصیلی ہدایات دیں۔

جماعت بلجیم کے مالی بجٹ اور چندہ عام کے بارہ میں بھی حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور جائزہ کے بعد ہدایت فرمائی کہ چندہ بڑھانے کی گنجائش موجود ہے اس لئے اس طرف توجہ کریں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو لوگ صحیح شرح سے چندہ نہیں دے سکتے وہ چندہ ادا کرتے ہوئے سچ بولیں کہ یہ آمد کے مطابق پوری شرح کے ساتھ ہے یا نہیں۔ فرمایا: ہر حال میں سچ بولنا ہے اگر صحیح شرح کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تو پھر لکھ کر معافی لیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ صحیح شرح کے ساتھ ادا نہ کر رہے ہوں اور ظاہراً ان کی طرف سے یہ اظہار ہو کہ با شرح ادائیگی ہے۔ فرمایا: یہ جھوٹ ہے، اس کی گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا: جو اپنی آمد نہیں بتانا چاہتا نہ بتائے لیکن سچ بولے۔ چندہ سے زیادہ ضروری سچائی اور روحانیت کا معیار ہے جو بلند ہونا چاہئے۔

نومبایعین کی تربیت اور ان کو چندہ کے نظام میں شامل کرنے کے بارہ میں بھی حضور نے سیکرٹریان کی تفصیل سے رہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان سے مستقل رابطہ رکھیں اور جماعت کے مالی نظام میں شامل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نومبایعین کی باقاعدہ ہر جگہ کلاسز ہوں۔ ان کو نماز سکھائی جائے، قرآن کریم سکھایا جائے۔ یہ کام فوری ہونا چاہئے۔

شعبہ سمعی بصری کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ ڈاکومنٹری (Documentry) فلم بنا کر بھجوائیں۔ بلجیم جماعت کی طرف سے پانچ چھ ڈاکومنٹری پروگرام تیار ہو کر آنے چاہئیں۔

شعبہ تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے بچے ہیں جو سکول، کالج، یونیورسٹی جا رہے ہیں اور کتنے ایسے بچے ہیں جو تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے بچوں کو کام پر لگانے کا کوئی پروگرام ہونا چاہئے تاکہ بچے گھروں پر فارغ نہ رہیں۔

امور خارجیہ کے کام کا بھی حضور انور نے جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔

حضور نے فرمایا کہ اب بلجیم میں جماعت کی باقاعدہ مسجد ہونی چاہئے۔ مینارے اور گنبد نظر آنے چاہئیں۔ اس بارہ میں بھی حضور انور نے امیر صاحب بلجیم اور مجلس عاملہ کے ممبران کو ہدایات دیں کہ آپ نے کن کن امور کو مدنظر رکھتے ہوئے جائزہ لینا ہے اور پھر رپورٹ بھجوانی ہے۔

شعبہ وقف نو کو بھی حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ واقفین نو کا مرکزی اجتماع ہر سال باقاعدگی سے ہونا چاہئے۔ اور مرکز کی طرف سے جو نصاب اور ہدایات دی گئی ہیں ان کے مطابق ان کے تعلیمی و تربیتی پروگرام باقاعدہ جاری رہنے چاہئیں۔ یہ میٹنگ 7 بج کر 55 منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ میں تشریف لائے اور کچھ دیر اپنے خدام سے گفتگو فرمائی۔ پھر اپنے خدام کے ساتھ مشن ہاؤس کے احاطہ سے باہر تشریف لائے اور قریباً نصف گھنٹہ پیدل سیر کی۔

8:30 پر حضور انور سیر سے واپس تشریف لائے اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ظہور مہدی کے لئے پاکستان میں دعائیں

اخبار ''دن'' کے نامور کالم نویس جناب سید انتصار حسین زنجانی کے قلم سے:۔

مذہب اسلام میں متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور قرب قیامت سے قبل اس وقت ہوگا جب اسلام دشمن قوتوں کا غلبہ اور مسلمان محکوم ہونے لگیں گے۔ تب حکم الٰہی سے حضرت امام زمانہ مہدی آخرالزمان علیہ السلام کی آمد ہی وسیلۂ نجات ہوگی۔ حضرت عیسیٰؑ آ کر آپ کی بیعت کرنے کے ساتھ آپ کی امامت میں سجدہ کریں گے...... **ہماری دعا ہے کہ آج دنیا میں مظلوم مسلمانوں کے لئے خداوند جلد نجات دہندہ بھیج دے''۔**

(روزنامہ 'دن' 24/ جولائی 2004ء صفحہ 11)

مَیں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ وہ دن قریب ہیں جبکہ ہر محبّ وطن اور دینی شعور رکھنے والا پاکستانی مسلمان 7/ستمبر 1974ء کے رسوائے عالم فیصلہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہے گا کہ اب مہدی و مسیح کسی غیر مسلم حکومت میں تو آ سکتے ہیں مگر پاکستان کی ''مسلم مملکت'' میں ہرگز نہیں آ سکیں گے۔ کیونکہ اس کے عالی دماغ سیاسی اور مذہبی راہنماؤں نے قرارداد اسمبلی کے ذریعہ اس کا داخلہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

مسیح وقت کی پر شوکت پیشگوئی

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک صدی قبل دنیائے اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے واضح لفظوں میں پیشگوئی فرمائی کہ:

'' جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہاں یہ سچ ہے کہ مَیں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہوں اور نہ مَیں دنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہوں بلکہ صلح کے لئے آیا ہوں۔ مگر مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو۔ اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھولو یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے۔ نہ کوئی مسیح اترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا۔ **جو شخص آنا تھا وہ آ چکا۔ وہ مَیں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے''۔**

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 520)

صد ہزاراں آفتیں نازل ہوئیں اسلام پر
ہوگئے شیطاں کے چیلے گردن دیں پر سوار
سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی ہے اب آگیا ہفتم ہزار

❁❁❁❁

متعصب صحافت کے بتکدوں میں اذان حق

جناب شوکت جنجوعہ کے ایک حقیقت افروز

نوٹ مطبوعہ روزنامہ 'دن' یکم/اگست 2004ء صفحہ 10 سے ایک اہم اقتباس:

'' ابراہیم لودھی سے بابر نے ہندوستان کی سلطنت چھین لی یا پھر ہمایوں سے شیر شاہ سوری نے ایک مسلم حکومت دوسرے مسلمان سے ہتھیا لی اور یوں یہ سلسلہ تقریباً ایک ہزار یا اس سے کچھ کم عرصہ تک جاری رہا تا آنکہ انگریز نے انہیں ملک بدر بلکہ جہاں بدر کر دیا۔ شمال کی جانب حملہ آور اپنی بھوک مٹانے اور دولت کی خاطر حملہ آور ہوئے تھے، اسلام پھیلانے کے لئے نہیں۔ اسلام پھیلانے کے لئے تو صوفیائے کرام بزرگان دین آئے تھے جنہوں نے نہ کسی حاکم سے اجازت لی اور نہ ویزا حاصل کیا۔ ان میں سینکڑوں کے اسمائے گرامی گنوائے جا سکتے ہیں.........۔

اس مختصر سرگزشت کے بعد کہنے کو اگر کچھ رہ جاتا ہے تو وہ ہے غدّاری، جو صرف ہمارا خاصہ ہے کیونکہ یہ لفظ دنیا کے کسی بھی ملک میں نہ رائج ہے اور نہ اس کا رواج ہے۔ یہ ہماری ہی قوم و نسل کا ورثہ ہے اور ہم نے اس ورثے کو سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ کیا کہوں افسوس یا یہ کہ لعنت''۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی دور بین نگاہ نے اسی حقیقت کے پیش نظر یہ شعر کہے تھے جو 1946ء کے جلسہ سالانہ پر پڑھے گئے۔

لعنت کو پکڑ بیٹھے انعام سمجھ کر تم
حق نے جو ردا بھیجی تم اس کو ردیٰ سمجھے
دشمن کو بھی جو مومن کہتا نہیں وہ باتیں
تم اپنے کرم فرما کے حق میں روا سمجھے
انصاف کی کیا اس سے امید کرے کوئی
بیداد کو جو ظالم آئینِ وفا سمجھے

❁❁❁❁

ایک سال سے کم عمر بچے کے لئے ممنوع غذائیں

ایک سال سے کم عمر بچے کو مندرجہ ذیل اشیاء نہ دیجئے۔ انڈے کی سفیدی اور مونگ پھلی کا مکھن نہیں دیجئے۔ اس سے بچے کو الرجی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈے مشروبات (Beverages) بھی نہ دیں۔ ان میں شکر یا (Caffeine) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

اسی طرح سافٹ ڈرنکس، چائے، کافی، نباتاتی چائے (Herbal Tea) کول ایڈ اور دوسرے پھلوں کے مشروبات بھی نہ دیں ان میں بھی شکر کی زیادہ مقدار ہوتی ہے جو اس عمر کے بچوں کے لئے موزوں نہیں۔ بچے کو پہلی ٹھوس خوراک کے طور پر چاول کا دلیہ دیجئے۔ چار سے چھ ماہ کی عمر میں صرف ایک سے دو کھانے کے چمچے دلیہ دن میں ایک بار دیں۔ دلیے کو بوتل میں نہ ڈالیں۔ سات سے نو ماہ کی عمر میں ماں کے دودھ کے ساتھ ساتھ انڈے کی زردی، گوشت کا شوربہ، ابلی ہوئی پھلیوں کے دانے، کاٹج پنیر تھوڑی مقدار میں دے سکتے ہیں۔ آٹھ سے دس ماہ کی عمر میں بچے کو مسلی ہوئی غذا دینا شروع کریں تاکہ وہ چبانا سیکھ سکے۔ جب بچے کے دانت نکلنے لگیں تو اسے خشک ڈبل روٹی یا توس دیں۔ ایسی سخت غذا نہ دیں جو اس کے منہ میں گھل ہی نہ سکے۔ یہ غذائیں بچے کے حلق میں پھنس سکتی ہیں۔ دس سے بارہ ماہ کی عمر میں بچہ خود اپنے ہاتھ سے غذا اٹھا کر کھانے لگتا ہے۔ اسے آسانی سے چبائی جانے والی غذا دیں مثلاً پھل، پنیر، روٹی کے ٹکڑے، بچے کو ایسی غذا نہ دیں جو اس کے حلق میں پھنس جائے مثلاً انگور کا سالم دانہ، گاجر کا ٹکڑا، چپس یا خشک پھل، اس کے علاوہ بچہ جب کوئی شے کھا رہا ہو تو اسے اکیلا چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔

(بشکریہ: احمدی جنتری 2004ء ۔مرتبہ فخرالحق شمس۔ ربوہ)

❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مکرم چوہدری فضل احمد صاحب ایڈووکیٹ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب اپنے ہم زلف مکرم چوہدری فضل احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر ضلع مظفرگڑھ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۲۱/جولائی ۲۰۰۳ء کو لیہ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے آپ دسمبر ۱۹۴۰ء میں لودھی ننگل ضلع گورداسپور میں مکرم چوہدری شیر محمد صاحب بندیشہ کے ہاں پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر احمدیت قبول کی تھی۔

پاکستان بننے کے بعد آپ کے والد صاحب پہلے سانگلہ ہل اور پھر ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ہوگئے۔ ۱۹۸۸ء میں اُن کی وفات ہوئی۔ آپ کی والدہ ۱۹۴۴ء میں وفات پاچکی تھیں۔

آپ نے ۱۹۵۷ء میں میٹرک کیا اور پھر تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ۱۹۶۲ء میں گریجویشن کی۔ ۱۹۶۴ء میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے L.L.B. کرکے فیصل آباد میں وکالت شروع کی لیکن ۱۹۶۷ء میں لیہ جاکر پریکٹس شروع کردی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں عطا کیں۔ تینوں بیٹے تحریک وقف نو میں شامل ہیں اور ان میں سے دو جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔ آپکی جماعتی خدمات کا آغاز ۱۹۶۷ء میں بطور سیکرٹری مال لیہ سے ہوا۔ ۱۹۶۸ء میں آپ صدر جماعت لیہ منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۰ء کے دوران بطور امیر ضلع مظفرگڑھ خدمات کی توفیق پائی۔

ضلع مظفرگڑھ اور ملتان میں آپ معروف وکیل تھے اور علاقہ بھر میں آپ کا بہت اثر رسوخ تھا۔ جماعتی کاموں میں اپنا وقت اور پیسہ خرچ کرکے خوشی محسوس کرتے۔ اچھے اخلاق کی وجہ سے لوگ بہت احترام کرتے تھے۔ بڑے مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ آپ نے ۳۰ سال کی عمر میں نظام وصیت میں بھی شمولیت کی توفیق پائی۔

چوبارہ ضلع لیہ میں آپ نے احمدیہ مسجد اور مربی ہاؤس کے لئے ایک کنال زمین پیش کی۔ وکیل ہونے کے ناطے بھی جماعتی کاموں میں معاونت کی توفیق پاتے رہے۔

سر پیٹر مینس فیلڈ

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۲۰ اپریل ۲۰۰۴ء میں ۲۰۰۳ء کا طب میں نوبل انعام حاصل کرنے والے برطانوی سائنسدان سر پیٹر مینس فیلڈ (Sir Peter Mansfield) کا تعارف مکرم رشید احمد چودھری صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

سر پیٹر مینسفیلڈ ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ سال کی عمر میں کوئی سرٹیفکیٹ حاصل کئے بغیر انہوں نے سکول چھوڑ دیا۔ اُن کی خواہش تھی کہ وہ پرنٹر بن جائیں اس لئے انہوں نے لندن کی ایک پرنٹنگ کمپنی میں حروف کمپوز کرنے پر ملازمت اختیار کرلی۔ فوجی ہتھیاروں کے بارہ میں علم حاصل کرنا ان کے تفریحی مشاغل میں شامل تھا۔ چنانچہ 19 سال کی عمر تک اس نے ملٹری ہتھیاروں، بم سازی اور راکٹوں کے بارہ میں کافی معلومات حاصل کرلی تھیں۔ اس کے بعد وہ ایلزبزی کے مقام پر راکٹ لانچ کرنے کے محکمہ میں سائنٹفک اسسٹنٹ کے طور پر ملازم ہوگئے۔ اس زمانہ میں ہر نوجوان کو نیشنل سروس کرنا ضروری تھا۔ وہاں سے فارغ ہوکر آپ نے کوئین میری کالج سے پہلے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور پھر فزکس میں ڈاکٹریٹ کیا۔ جس کے بعد انہیں نوٹنگھم یونیورسٹی میں کام کرنے کا موقعہ ملا جہاں سے وہ ریٹائر ہوئے۔ اب ان کی عمر ۷۰ سال ہے۔ آپکو یہ انعام امریکہ کے Paul Lauterbur کے ساتھ مشترکہ طور پر ملا ہے جو Illinois یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان دونوں نے طبی میدان میں تحقیق کرکے انسانوں کے لئے ایک نہایت مفید مشین ایجاد کی ہے جس سے انسانی جسم کے اندرونی حصوں مثلاً دماغ وغیرہ کا عکس لیا جاسکتا ہے اور مریض کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ان کی اس ٹیکنیک کو (MRI) Magnetic Resonance Imagin کہتے ہیں۔ ان کی تحقیق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہر ایٹم کا مرکز مقناطیسی محور کے گرد گھومتا ہے۔ مینس فیلڈ نے ۱۹۷۰ء میں جو عکس حاصل کیا تھا وہ صاف نہیں تھا تاہم اس نے ہمت نہ ہاری اور کئی تجربات کے بعد صاف عکس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

سب سے پہلی MRI مشین ۱۹۸۰ء کے اوائل میں لیبارٹریوں کو فراہم کی گئی اور ۲۰۰۲ء تک دنیا بھر میں بائیس ہزار مشینیں ہسپتالوں میں استعمال ہورہی تھیں جن کی مدد سے ہر سال 6 کروڑ افراد فائدہ حاصل کررہے تھے۔ اس میں ایکسرے کا استعمال نہیں ہوتا اس لئے یہ بالکل بے ضرر مشین ہے مگر چونکہ ان مشینوں سے بہت طاقتور مقناطیسی شعائیں نکلتی ہیں اس لئے اگر جسم کے اندر کوئی دھات موجود ہو یا دل میں Pace Maker لگا ہو تو یہ مشین استعمال نہیں کی جاتی۔ آجکل اس مشین سے جسم کے ہر حصے کا عکس لیا جاسکتا ہے خاص طور پر دماغ کا یا ریڑھ کی ہڈی کا۔ کئی اور طریق سے بھی اس سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے مثلاً اگر گھٹنا زخمی ہوجائے تو اس مشین سے زخم کی نوعیت کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کینسر کا علاج بھی اس کی مدد سے آسان ہوجاتا ہے۔

نپولین بوناپارٹ

نپولین بوناپارٹ Corscican Noble کا بیٹا تھا۔ وہ ۱۷۶۹ء میں Corscia میں پیدا ہوا۔ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرمہ وحیدہ شاہین صاحبہ کا اس کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

دس سال کی عمر میں نپولین فرانس کے ایک عسکری سکول میں داخل ہوا۔ ۱۵ سال کی عمر میں اُس نے فوج میں کمیشن حاصل کیا اور ۲۴ سال کی عمر میں وہ بریگیڈیئر بن گیا۔ صرف دو سال بعد وہ فرانسیسی فوج کا سپہ سالار اعلیٰ بن چکا تھا۔ پھر آسٹریوں اور اطالویوں کو شکست دینے کے بعد وہ قومی ہیرو بن گیا۔ اور اگلی مہم کے لئے فوج کی قیادت کرتا ہوا مصر کی طرف روانہ ہوا جہاں اس کا ارادہ فرانسیسی حکومت قائم کرنے اور وہاں سے خشکی کے راستہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے کا تھا لیکن ایڈمرل نیلسن نے اس کو روکا اور دریائے نیل پر فرانسیسی بحری بیڑوں کو شکست دے کر نپولین کا منصوبہ خاک میں ملادیا۔

جلد ہی نپولین فرانس لوٹ آیا اور حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد فرانس کا پہلا نائب امیر (قونصل) بن گیا۔ ۱۸۰۴ء میں وہ محض ۳۴ سال کی عمر میں فرانس کا حکمران بن چکا تھا۔ ۱۸۱۲ء میں اس نے روس پر حملہ کردیا لیکن ماسکو کی شدید اور اذیت ناک سردی کے نتیجہ میں اس کے پانچ لاکھ جوان ہلاک ہوگئے چنانچہ ۱۸۱۵ء میں اسے جنگ واٹرلو میں ویلنگٹن نے فیصلہ کن شکست دی۔ پھر اسے جنوبی اوقیانوس میں St. Helena کے جزائر میں قید کردیا گیا۔ اسی دوران ۱۸۲۱ء میں وہ مرگیا اور یہیں دفن ہوا۔ بعد میں ۱۸۴۰ء میں اس کی باقیات کو فرانس لایا گیا۔

سعد اللہ خان

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم میر احمد محمود طاہر صاحب کا سعد اللہ خان کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے جو بادشاہی مسجد چنیوٹ کے بانی تھے۔

مغل بادشاہ شاہجہان کے وزیراعظم جملۃالملک سعد اللہ خان نے شاہی مسجد چنیوٹ کو غالباً ۱۶۴۶ء تا ۱۶۵۵ء کے دوران تعمیر کروایا۔ وہ چنیوٹ سے 9 میل دُور ایک پسماندہ گاؤں "پترا کی" میں ایک غریب کاشتکار امیر بخش کے ہاں ۱۵۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ اسی شام ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ پانچ برس کے ہوئے تو والدہ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ اسی کسمپرسی کی حالت میں گداگری کرتے ہوئے انہوں نے لاہور کا رُخ کیا اور مسجد وزیرخان کے نزدیک ایک چھوٹی سی مسجد میں رہ کر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے تگ ودو شروع کردی۔

مسجد کا یہ درویش رات کو بھیگ مانگتا اور دن کو تعلیم حاصل کرتا۔ پھر مزید تعلیم کے لئے اپنے ایک دوست کے مشورہ اور اعانت سے عازم دہلی ہوا۔ جہاں اپنی دینی اور دنیوی تعلیم مکمل کی۔ اب سعد اللہ خان حافظ قرآن، ایک جید عالم اور بلیغ مقرر اور ایک صاحب قلم انسان تھے۔ دہلی میں بہت جلد موصوف کے علم و فضل اور ذہانت و تدبر کا چرچا ہوگیا۔ شاہجہان کو جب اس کا علم ہوا تو اس کے حکم پر ۲۱/دسمبر ۱۶۴۰ء کو آپ کو شہنشاہ کے حضور پیش کیا گیا۔ شہنشاہ کی مردم شناس نگاہوں نے آپ کا تدبر اور معاملہ فہمی کو بھانپ لیا اور اسی دن شاہی ملازمت کے عہدہ پر فائز کر دیا۔ یکم دسمبر ۱۶۴۵ء کو آپ لیاقت کی بناء پر سلطنت مغلیہ کے وزیراعظم کے عہدہ پر فائز کردیئے گئے اور علامی فہامی جملۃالملک کے خطاب اور اختیارات سے نوازے گئے۔ آپ کا درباری منصب سات ہزاری تھا جو شاہی خاندان کے باہر سب سے بڑا منصب ہوتا تھا۔ ۱۶۵۰ء میں آپ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر ایک کروڑ دام انعام عطا ہوا۔

اگرچہ شاہجہان کی تعمیرات یعنی تاج محل آگرہ، موتی مسجد، شاہجہان آباد (دہلی) لال قلعہ، تخت طاؤس، جامعہ مسجد دہلی، دیوان خاص لاہور، شالامار باغ مع سو میل لمبی نہر، اس کے علاوہ بلخ بدخشاں کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔ مگر سعد اللہ خان کے حسن انتظام اور دُور اندیشی کا یہ نتیجہ تھا کہ ۱۶۵۵ء میں جب اُن کا انتقال ہوا تو خزانہ پُر تھا اور ۲۴/کروڑ روپیہ نقد اور ۱۶/کروڑ کا سونا چاندی، جواہرات اور نقرئی برتن موجود تھے۔ مؤرخ الفنٹن لکھتا ہے کہ ہندوستان کے وزیروں میں سے سعد اللہ جیسا کوئی وزیر نہیں ہوا۔ اورنگ زیب نے مختلف عہدیداروں کو لکھے جانے والے خطوط میں سعد اللہ خان کے طریقہ کار کی پیروی کی ہدایت کی۔ سعد اللہ خان نے انتظامی ہی نہیں بلکہ بعض فوجی ذمہ داریاں بھی بہادری قابلیت اور کامیابی سے سرانجام دی تھی۔ ۱۶۴۷ء میں شہزادہ مراد کے ہمراہ بلخ اور بدخشاں فتح کرنے کی مہم سرانجام دی۔ تین سال بعد انہیں فتح قندھار کے لئے متعین کیا گیا۔ مگر یہ مہم شاہی حکم سے چھوڑنا پڑی۔ ۱۶۵۴ء میں قلعہ چتور کو منہدم کرنے کی مہم کو سر کیا۔

ماہنامہ "خالد" ربوہ جولائی ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام اختر صاحب کے کلام سے انتخاب پیش ہے:

رات جب اپنے خیالوں میں مَیں تنہا نکلا
دفعتہً دل سے عجب کیف کا دریا نکلا
بےخودی بامِ افق پر ہوئی سرگرمِ خرام
بےکلی بول اٹھی وہ رُخِ زیبا نکلا
چاندنی رات فقط آنکھ کا جادو نکلی!
لالۂ و گُل کا بھرم ایک تماشا نکلا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday October 8, 2004 | Issue No. 41

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

یہ عہد کریں کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو خلافت خامسہ کے اس دور میں ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے

جرمنی میں Usingen کے مقام پر تعمیر ہونے والی مسجد "مسجد الھدیٰ" کے افتتاح کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا خطاب۔

سوئٹزرلینڈ کے تاریخی اور نہایت کامیاب دورہ کے بعد بلجیم میں ورود مسعود۔ بلجیم کی نیشنل مجلس عاملہ سے میٹنگ اور مختلف امور سے متعلق تفصیلی ہدایات

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

مورخہ 7رستمبر 2004ء بروز منگل:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد محمود زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔ آج پروگرام کے مطابق زیورخ (سوئٹزرلینڈ) سے بلجیم کے لئے براستہ فرینکفورٹ (جرمنی) روانگی تھی۔ جرمنی ایک رات قیام کر کے اگلے روز 8رستمبر کو برسلز (بلجیم) جانا تھا۔ صبح دس بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ سفر پر روانگی سے قبل حضور انور نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں ایک پودا لگایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد ڈیوٹی دینے والے خدام نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد وزن مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ حضور انور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور پھر فرینکفورٹ (جرمنی) کے لئے روانگی ہوئی۔ دوران سفر راستہ میں رک کر "رائن فال" (Rhein Fall) دیکھنے کا پروگرام تھا۔ قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد قافلہ یہاں پہنچا۔

سوئٹزرلینڈ میں واقع "رائن فال" یورپ کی سب سے بڑی آبشار ہے جو "سٹاف ہاؤزن" کے مقام پر واقع ہے۔ الپس (Alps) کے پہاڑی سلسلے سے آنے والا پانی دریائے رائن کے ذریعہ سے جمع ہونے کے بعد اس آبشار کی شکل میں گرتا ہے اور پھر دریائے رائن کی شکل میں مزید آگے سفر کرتا ہے۔ الپس کے پہاڑی سلسلے سے آنے والا پانی پہلے ایک جھیل میں جمع ہوتا ہے جو یورپ میں میٹھے پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے۔ پھر اس جھیل سے دریائے رائن کی صورت میں سفر کرتا ہے اور "سٹاف ہاؤزن" کے مقام پر آبشار کی صورت میں گرتا ہے۔ اس جھیل کا نام "بوُدن سے" ہے جسے تین ممالک یعنی جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا گھیرے ہوئے ہیں۔ جبکہ اس جھیل سے نکلنے والا دریائے رائن جرمنی اور فرانس کے مابین بارڈر بناتے ہوئے اور پھر ہالینڈ سے گزرتے ہوئے نارتھ سی (North Sea) میں جا گرتا ہے۔

رائن آبشار کی چوڑائی 150 میٹر اور اونچائی 23 میٹر ہے اور فی سیکنڈ 700 مکعب میٹر پانی اس سے گرتا ہے۔ پانچ لاکھ سال پہلے یورپ میں برف کا دور آنے کی وجہ سے یہ ساری جگہ برف میں دب گئی تھی۔ پھر جب دو لاکھ سال پہلے برف پگھلنے کا دور شروع ہوا تو یہ آبشار بہنے لگی۔ لیکن ایک بار پھر یہ ملبے تلے دب جانے سے ختم ہو گئی۔ ایک لاکھ بیس ہزار سال پہلے اس آبشار نے دوبارہ بہنا شروع کر دیا اور اپنے کئی رخ بدلے۔ موجودہ شکل میں یہ آبشار تقریباً 15 ہزار سال سے بہہ رہی ہے۔

اس آبشار کا مختلف سمتوں سے انتہائی قریب سے نظارہ کرنے کے لئے ایک پہاڑی پر واقع قلعہ سے گزر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ جہاں نیچے مختلف جگہیں کھڑے ہونے کے لئے بنائی گئی ہیں جہاں ٹورسٹ کھڑے ہو کر آبشار کا نظارہ کرتے ہیں۔ پتھروں کو کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی ہیں جو نظارہ کرنے والے کو مختلف سمتوں میں لے جاتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ان مختلف جگہوں پر تشریف لے جا کر آبشار کا نظارہ کیا اور تصاویر بھی بنائیں۔ ہر جگہ سے اس آبشار کا ایک نیا حسن نظر آتا ہے۔ اور قدرت کے اس حسین نظارے پر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔

جماعت سوئٹزرلینڈ نے دریائے رائن کی سیر کے لئے ایک کشتی ریزرو کروائی ہوئی تھی۔ اس آبشار کے نظارہ کے بعد حضور انور مع اہل خانہ اور اپنے خدام کے ساتھ اس کشتی میں تشریف لے گئے۔ یہ کشتی آبشار کے بہت قریب لے جاتی ہے اور پانی کی پھوار سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ قریباً نصف گھنٹہ کشتی کی سیر کا پروگرام جاری رہا۔

اس سیر کے بعد اسی قلعہ میں واپسی ہوئی جہاں سے گزر کر آبشار کا نظارہ کیا گیا تھا۔ اس قلعہ کا نام "لاؤفن قلعہ" ہے۔ تاریخ میں 858ء میں اس قلعہ کا ذکر ملتا ہے۔ یہ لاؤفن خاندان کی ملکیت تھا اور اس خاندان کے نام پر اس قلعہ کا نام ہے۔ 1544ء سے یہ قلعہ زیورخ کی حکمرانی میں ہے۔ اس قلعہ میں واقع ایک ریسٹورنٹ میں جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ قریباً نصف گھنٹہ یہاں قیام رہا۔ یہاں سے پونے دو بجے دوپہر اگلے سفر کے لئے روانگی ہوئی اور پندرہ منٹ کے سفر کے بعد Die Tingen کے مقام پر سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کا بارڈر کراس کیا۔

بارڈر پر مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی، مکرم زبیر خلیل صاحب نائب امیر جرمنی اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب جنرل سیکرٹری اور صدر خدام الاحمدیہ جرمنی نے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

سوئٹزرلینڈ سے مکرم طارق ولید صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ، مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ دیگر خدام کے ساتھ حضور انور کو بارڈر تک الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ ان سب احباب نے بھی حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور واپس جانے کی اجازت چاہی۔ اس کے بعد قافلہ آگے فرینکفورٹ کے سفر کے لئے روانہ ہوا۔

پروگرام کے مطابق راستہ میں سٹٹ گارٹ کے مقام پر رُک کر دوپہر کے کھانے کا پروگرام تھا۔ بارڈر سے 150 کلومیٹر کے سفر کے بعد بوبلنگن Ausrahrt کے مقام پر ایک جنگل میں واقعہ Awo کے ایک ریسٹ ہاؤس میں دوپہر کے کھانے اور آرام کا انتظام کیا گیا تھا۔ پونے چار بجے قافلہ اس جگہ پہنچا۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو مکرم افتخار احمد صاحب ریجنل امیر 'ورٹم برگ' نے مقامی عہدیداران اور خدام کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے ریجنل امیر صاحب سے دریافت فرمایا کہ اس علاقہ میں ابھی تک مسجد تعمیر کیوں نہیں ہوئی۔ تو ریجنل امیر صاحب نے بتایا کہ جگہ دیکھی جا رہی ہے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

پونے پانچ بجے حضور انور نے یہاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ یہاں سے اگلے سفر کے لئے پانچ بج کر بیس منٹ پر روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور انور نے یہاں انتظام کرنے والے اور ڈیوٹی دینے والے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور ان سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ قریباً اڑھائی گھنٹہ کے سفر کے بعد شام پونے آٹھ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نئی تعمیر ہونے والی مسجد "مسجد الھدیٰ" کے افتتاح کے لئے Usingen شہر پہنچے۔ اس شہر میں یہ بہت خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد بلندی پر ہے اس لئے سڑک پر سے دور سے ہی اس کا مینارہ اور گنبد نظر آتے ہیں بلکہ ساری مسجد نظر آتی ہے۔ جہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے یہ انڈسٹریل ایریا ہے۔ بیت السبوح (فرینکفورٹ) سے اس کا فاصلہ 25 کلومیٹر ہے۔ پلاٹ کا رقبہ 1440 مربع میٹر ہے۔ 19رنومبر 2001ء کو یہ پلاٹ خریدا گیا۔ فروری 2004ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور صرف ساڑھے چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ اس مسجد میں 180 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مینارہ کی اونچائی 14 میٹر ہے۔ یہاں 25 گاڑیوں کے لئے پارکنگ بھی موجود ہے۔ مسجد کے ساتھ مقامی جماعت کا دفتر بھی بنایا گیا ہے۔

جب حضور انور کی گاڑی مسجد کے بیرونی احاطہ میں پارکنگ ایریا میں داخل ہوئی تو جرمنی کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے افراد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ خواتین بھی بڑی تعداد میں جمع تھیں۔ بچیاں کورس کی شکل میں استقبالیہ نغمے پڑھ رہی تھیں۔

حضور انور نے 8:50 پر مسجد کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا ہوا تھا۔ سوا آٹھ بجے حضور انور نے مسجد کے احاطہ میں ایک پودا لگایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور نے مسجد کا معائنہ فرمایا۔ مسجد کے اردگرد کا سارا علاقہ بہت خوبصورت ہے اور

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔